حق چار یار	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	خلافت راشدہ
اگست ۲۰۲۵ء	وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۝	شمارہ نمبر ۳۹

مجلہ — پشاور

راہ ھدایت

• بدعاتِ اہلحدیث (غیر مقلدین)	
• مسئلہ تین طلاق پر مدلل و مفصل بحث	• بسم اللہ کے ترجمہ پر اعتراض کا جواب
• مماتیوں کی قلابازیاں / حیات برزخی یا دنیوی	• بولتے حقائق (آخری قسط)
• احادیث کے ردو قبول میں غیر مقلدین کی من مانیاں	

مدیر اعلی

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر

جناب طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

ناشر

نوجوانان احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد　　یااللہ مدد　　عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے افکار و نظریات کا امین

مجلہ راہ ھدایت پشاور

فہرست مضامین

نوٹ: مجلّہ راہِ ہدایت کے تمام شمارے صرف PDF کی صورت میں دستیاب ہیں!

مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

مسئلہ صفات باری تعالیٰ اور مختلف فرقوں کا وجود

اردو زبان میں بخاری شریف کی مختلف شروحات موجود ہیں لیکن جو دقت عمق اور مستند باتیں دارالعلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری رحمہ اللہ کی شرح تحفۃ القاری میں ملتی ہے وہ اسی کا خاصہ ہے، راقم چونکہ آج کل ایک تصنیفی کام "الدراسات علی کتب الستۃ "کے کام میں حضرت الاستاد مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی زید مجدہ کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹھاتا ہے تو مختلف شروحات زیر مطالعہ ہیں، مسئلہ صفات باری تعالی کے متعلق ایک اہم مضمون اور سبق تحفۃ القاری میں نظر سے گزری، بہت فایدہ اٹھایا اور لذت محسوس کی تو ارادہ ہوا کہ یہ سبق مجلہ راہ ہدایت کے قارئین کرام کے نظر کر دوں۔ حضرت مفتی سعید احمد پالنپوریؒ لکھتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ کی صفات دو طرح کی ہیں۔ ایک: وہ صفات ہیں جن کی مخلوق سے مشابہت نہیں، جیسے اللہ ایک ہیں، اللہ بے نیاز ہیں، دوسری: وہ صفات ہیں جو مخلوق سے مشابہت رکھتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ سنتے ہیں، اللہ دیکھتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ہے، اللہ کا چہرہ ہے، رات کے آخری حصہ میں سمایے دنیا پر اترتے ہیں، اور ہم بھی سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، ہمارا بھی ہاتھ ہے، چہرہ ہے اور ہم بھی اوپر سے نیچے اترتے ہیں، پس جو صفتیں مخلوق کے مشابہہ نہیں وہ تو زیر بحث نہیں آییں مگر جو صفتیں مخلوق کی صفات کے مشابہہ ہیں وہ زیر بحث آییں کہ ان صفات کا کیا مطلب ہیں ؟ اور صفات متشابہات میں اختلاف کی وجہ سے مختلف فرقے وجود میں آئے:

1).... معتزلہ نے صفات باری تعالی کا انکار کر دیا مگر صاف انکار نہیں کیا، بلکہ یہ کہا کہ اللہ کی صفات اللہ کی ذات کا عین ہیں، یعنی صفات باری تعالی کا نہ الگ کویی مفہوم ہے نہ وجود، اللہ کی ذات ہی ان صفات کا منبع ہے، قرآن کریم کے قدیم وحادث ہونے کا مسئلہ اسی پر متفرع ہے۔

2... / معطلہ نے گول مول صفات کا انکار نہیں کیا بلکہ صاف کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات نہیں ہیں، کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا مخلوق کے مشابہہ ہونا لازم آتا ہے درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ

مخلوق کی مشابہت سے پاک ہیں، پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کو صفات سے معطل کر دیا۔ اس لیے وہ معطلہ (اسم فاعل) کہلایے اور یہ بھی معتزلہ ہی کا فرقہ ہے۔

3)...... ان کے بر خلاف مجسمہ اور مشبہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری طرح جسم ہے، ہاتھ پیر اور چہرہ ہے اور ان کی صفات مخلوق کی صفات کی طرح ہیں۔۔ (مجسمہ اور مشبہ دونوں اسم فاعل واحد مونث ہیں یعنی اللہ کے لیے جسم ماننے والے اور اللہ کو مخلوق کے مشابہہ قرار دینے والے)۔

4).... اور اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفتیں قرآن وحدیث میں آئی ہیں وہ سب صفتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں مگر وہ مخلوق کی صفات کی طرح نہیں، رہی یہ بات کہ اللہ کی یہ صفات کیسی ہے؟ تو اہل السنّۃ نے کہا ہم ان کیفیت نہیں جانتے (کیفیت مجہول ہیں یہ بات صحیح نہیں بلکہ کیفیت منفی ہے۔ انظر محاضرات فی العقیدة وعلم الکلام للشیخی وسندی شیخ سجادالحجابی صاحب حفظه الله) بس بالاجمال یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔

(تحفۃ القاری ج 1 / 179)

صفت کلام میں ایک معرکۃ الآراء اختلاف

قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ:

”کلام بھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے سب سے پہلے یہ صفت زیر بحث آیی۔ اور اسی مسلہ کی وجہ سے علم التوحید والصفات کا نام علم کلام پڑ گیا۔۔ قرآن کریم میں ہے " وکلم الله موسی تکلیما" اللہ تعالیٰ نے موسی سے کلام فرمایا، تکلیما مفعول مطلق تاکید کے لیے ہے، اس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی، پس اللہ تعالیٰ کے صفت کلام ثابت ہوئی، اور اس صفت کا پیکر محسوس قرآن کریم ہے، دیگر صفات کا کوئی پیکر محسوس نہیں، جیسے اللہ تعالیٰ سمیع ہیں تو اس کی کوئی نظر آنے والی صورت نہیں، یہی حال صفت بصیر کا ہے، اس کا بھی کوئی پیکر محسوس نہیں، مگر صفت کلام کا پیکر محسوس ہے اس لیے یہ صفت زیر بحث آئی۔

معتزلہ نے کہا: قرآن اگرچہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مگر یہ قدیم نہیں حادث ہے اور ان کے نزدیک صفت کلام کا مطلب کسی محل میں کلام پیدا کرنا ہے۔ قرآن بھی اللہ تعالیٰ قاری کی زبان پر پیدا

کرتے ہیں اس لیے وہ مخلوق اور حادث ہے۔ اہل السنّۃ والجماعۃ نے کہا قرآن کریم چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا پیکر محسوس ہے اس لیے وہ قدیم اور غیر مخلوق ہے اگر قرآن حادث ہوگا تو اللہ کی صفت کلام کا حادث ہونا لازم آیے گا اور اللہ کا کوئی صفت حادث نہیں ہو سکتی، ورنہ اللہ تعالیٰ کا محل حوادث ہونا لازم آیے گا جو باطل ہے۔"

(تحفۃ القاری 1/180)

اہل حق کی دو جماعتیں: اشاعرہ اور ماتریدیہ

"اشاعرہ کے سرخیل امام ابوالحسن اشعریؒ ہیں۔ آپ صحابی رسول حضرت ابوموسی اشعریؓ کی نسل سے ہیں، اسی وجہ سے اشعری کہلاتے ہیں۔ ماتریدیہ کے سرخیل امام ابومنصور ماتریدیؒ المتوفی 333ھ ہیں، ماترید ماوراء النہر کی ایک بستی ہے آپ نے معتزلہ کے عقاید جو قرآن وسنت کے خلاف تھے ان کو برملا ظاہر کیا اور ان کی پرزور تردید کی۔ شیخ ابومنصور ماتریدی رحؒ فقہی مسلک کے اعتبار سے حنفی تھے اور شیخ ابوالحسن شافعی۔ اس وجہ سے اصول وعقاید میں شوافع عموماً اشعری ہوتے ہیں اور احناف ماتریدی۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان بارہ مسائل میں اختلاف ہے جو سب فروعی (غیر اہم) مسائل ہیں۔ بنیادی کسی مسئلہ میں اختلاف نہیں، ان بارہ مسائل کو علامہ احمد بن سلیمان معروف بہ ابن کمال پاشا رحؒ نے ایک رسالہ میں جمع کیا ہے وہ رسالہ رحمۃ اللہ الواسعہ جلد اول کے شروع میں بعینہ شائع کیا گیا ہے اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ان دونوں جماعتوں کو سب سے پہلے صفت کلام کی بحثوں سے واسطہ پڑا، معتزلہ نے یہ مسئلہ چھیڑ رکھا تھا وہ چونکہ صفات باری تعالی کے منکر تھے، صفات کو عین ذات مانتے تھے یا ان کی تاویل کرتے تھے اس لیے نھوں نے قرآن پاک کو اللہ کی صفت قدیم ماننے سے انکار کیا اور کلام اللہ کو حادث کہا۔ متکلمین نے دیگر صفات متشابہات کی طرح صفت کلام کی کلام نفسی سے تاویل کی جو اہل السنّۃ کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ کو پسند نہ آئی، انہوں نے بغیر تاویل کے کلام اللہ کو اللہ کی صفت قرار دیا اور اس کو قدیم کہا اسی طرح ان کا الگ مسلک وجود میں آیا۔

(تحفۃ القاری 1/181,182)

مفتی عصمت اللہ صاحب عصمہ اللہ

بسم اللہ کے ترجمہ پر اعتراض اور اس کا جواب

مفتی سید غلام جیلانی میرٹھی جس نے صحیح بخاری، نحو میر، شرح ماۃ عامل اور کافیہ کی شرحیں لکھی ہیں، دیوبندی علماء سے سخت ناراض ہیں، ان تمام شروحات میں جگہ جگہ دیوبندی علماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، یوں لگتا ہے کہ یہ تمام شروحات انہوں نے دیوبندی علماء پر اپنا بھڑاس نکالنے کیلئے لکھی ہیں۔ ان شروحات میں سے کوئی بھی شرح فنِ نحو سے واقف کوئی بھی شخص اگر اٹھائے گا تو ابتدائی چار پانچ صفحات سے زیادہ مطالعہ نہیں کر پائے گا، کیونکہ میرٹھی صاحب نے حلِ کتاب کے بجائے بے بنیاد اور تعصب بھرے الزامات پر توجہ مرکوز رکھ کر دیوبندی شارحین و علماء کرام کی پگڑیاں اچھالنے پر خوب زور دیا ہے۔ موصوف کے بے جا الزامات کا کھوکھلا پن اس قدر واضح ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ انکار د لکھنا وقت کا ضیاع ہے۔ البتہ ان میں سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے ترجمہ کے متعلق اعتراضات کا ذکر کئی دوستوں سے سنا تو ضروری سمجھا کہ ان اعتراضات کی غلطی واضح کر دی جائے تاکہ مبتدی طلبہ کرام اور فن سے ناواقف حضرات کو اکابر اہلِ علم کے متعلق بدگمانی پیدا نہ ہو۔

موصوف نحو میر کی شرح (البشیر بشرح نحو میر) میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے ترجمہ پر دو اعتراضات کرتے ہیں۔

پہلا اعتراض:

پہلا اعتراض نحو میر کی شرح (المصباح المنیر) اور (مہر منیر) کے دیوبندی شارحین پر کرتے ہیں۔ ان دونوں حضرات نے کتاب کی ابتداء میں "بسم اللہ الخ" کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔"

میرٹھی صاحب مذکورہ ترجمہ میں لفظ "اور" پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دونوں صاحبان نے لفظ "اور" اپنی جانب سے بلا ضرورت بڑھا دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں کوئی عربی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ "اور" قرار دیا جا سکے۔"

(البشیر بشرح نحو میر، ص30)

================================

جواب:

یہ اعتراض معترض کا فقط تعصب ہے یا اردو زبان کے اسلوب سے ناواقفیت پر مبنی ہے، اس لیے کہ ترجمہ اردو زبان میں کیا جارہا ہے تو اس میں اردو کا اسلوب ہی ملحوظ رکھا جائے گا۔ اور اردو زبان کا اسلوب یہ ہے کہ کبھی موصوف، صفت اور صفات متعددہ کے بیچ میں "اور" کا بھی بعض مرتبہ اضافہ کرلیا جاتا ہے۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، خود معترض صاحب کے مسلک کے چوٹی کے شیخ الحدیث اور مفسر سے اسکی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

نمبر1: غلام رسول سعیدی صحیح مسلم کی شرح میں حدیث کے ان الفاظ "و فی حافتی الصراط کلالیب معلقة مأمورة تأخذ من امرت به" کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"پلِ صراط کے دونوں جانب لوہے کے کانٹے لٹکے ہوں گے اور جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اس کو یہ پکڑلیں گے۔"

(شرح صحیح مسلم ج1، ص، 821)

مذکورہ عبارت میں "کلالیب" موصوف اور "معلقة ، مأمورة" صفت اول وثانی ہیں۔ غلام رسول صاحب نے انکے ترجمہ کے بیچ میں "اور" بڑھایا ہے حالانکہ موصوف اور انکے صفات کے بیچ میں عربی کا کوئی ایسا لفظ نہیں جسکا ترجمہ "اور" ہو۔

نمبر2: سورہ بقرہ آیت نمبر 71 میں ان کلمات "مسلمة لا شية فيها" کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"وہ صحیح سالم اور بے داغ ہے۔"

(تبیان القرآن، ج1، ص427)

"مسلمة" موصوف اور "لاشية فيها" صفت ہے، ان دونوں کے بیچ میں عربی کا کوئی لفظ ایسا نہیں کہ اسکا ترجمہ "اور" ہو جبکہ سعیدی صاحب نے لفظ "اور" کا اضافہ کردیا ہے۔

نمبر3: سورہ بقرہ آیت نمبر 165 میں ان کلمات " و من الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله" کا ترجمہ کرتے ہیں:

"اور بعض لوگ اللہ کے غیر کو اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں اور ان سے اللہ جیسی محبت

کرتے ہیں۔"

(تبیان القرآن)

اس آیت میں "اندادا" موصوف اور "یحبونهم کحب اللہ" صفت ہے، اور ان کے بیچ میں عربی کا کوئی لفظ ایسا نہیں جسکا ترجمہ "اور" ہو مگر پھر بھی سعیدی صاحب ترجمہ کرتے ہوئے لفظ "اور" کا اضافہ کرتے ہیں۔

دوسرا اعتراض:

دوسرا اعتراض مذکورہ شارحین کے ساتھ ساتھ شیخ الہند اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحب پر بھی کرتے ہیں۔ اعتراض کرتے ہوئے میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

"دوم: یہ کہ اول صاحب نے موصوف صفت کے ترجمے میں لفظ (ہیں) ذکر کیا ہے اور دوئم صاحب نے لفظ (ہے)۔ غالباً یہ دونوں صاحبان اس ترجمہ میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کے تابع ہیں۔ تھانوی صاحب نے ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں) اور دیوبندی صاحب نے بایں الفاظ (شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے) غرضیکہ موصوف اور صفت کے ترجمے میں لفظ (ہیں) ذکر کرنا یا لفظ (ہے) دونوں غلط ہیں کیونکہ لفظ (ہیں) یا لفظ (ہے) نسبتِ تامہ کا ترجمہ ہے اور موصوف وصفت میں نسبتِ تامہ نہیں ہوتی بلکہ ناقصہ ہوتی ہے اور یہ دونوں لفظ نسبت ناقصہ کا ترجمہ نہیں۔ نظر برآں تابع اور متبوع دونوں مورد الزام ہیں۔"

(البشیر بشرح نحو میر، ص30)

جواب:

یہ اعتراض بھی اردو زبان سے لاعلمی، یا تعصب پر مبنی ہے کیونکہ اردو زبان میں موصوف صفت کے ترجمہ کے عام طور پر دو طریقے ہیں۔

نمبر 1: صفت کا ترجمہ پہلے کیا جائے اور موصوف کا بعد میں، جیسے "رجلٌ عالمٌ" کا ترجمہ "عالم آدمی" بھی کیا جاتا ہے۔

نمبر 2: موصوف کا ترجمہ پہلے اور صفت کا بعد میں کیا جائے، اور موصوف سے پہلے "ایسا، ایسی، ایسے" کا لفظ بڑھایا جائے اور صفت سے پہلے "جو" کا لفظ بڑھایا جائے اور صفت کے بعد "ہے" لگایا جائے۔ جیسے "الرجل العالم" کا ترجمہ "ایسا آدمی جو عالم ہے"۔ اس دوسری صورت میں جو "ہے" آرہا ہے تو یہ نسبت تامہ پر دلالت نہیں کرتا ہے کیونکہ نسبت تامہ حاصل ہونے کے بعد مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو جاتا ہے اور اس کو مزید کسی "خبر یا حکم" کا انتظار نہیں ہوتا جبکہ یہاں مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل نہیں ہو رہا ہے، کیونکہ یہاں مخاطب کو انتظار ہے کہ آگے حکم لگایا جائے یا خبر دے دی جائے۔ یعنی مثلاً "ایسا آدمی جو عالم ہے، کھڑا ہ" کہا جائے تو بات پوری ہو جائے گی اور مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو جائے گا۔

موصوف صفت کا مذکورہ ترجمہ صرف دیوبندی علماء کا خاصہ نہیں، بلکہ میرٹھی صاحب کے مسلک کے اعلی حضرت بریلی جو (بریلویوں کے نزدیک) قریباً 105 علوم کے ماہر ہیں، نے بھی کنزالایمان میں اس کا ارتکاب کئی جگہ کیا ہے۔ جس کے متعلق میرٹھی صاحب بشیر القاری کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> "آپ نے قرآن کریم کا نہایت نفیس اردو ترجمہ فرمایا، جس کا تاریخی نام (کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن) ہے۔ فقیر کے دیکھے ہوئے اردو تراجم میں صرف یہی ایک ترجمہ ہے جس میں کوئی غلطی نظر نہیں پڑی، ورنہ ہر ترجمہ میں ایسی فحش غلطیاں ہیں جن کے اعتقاد سے ایمان جاتا رہے۔"
>
> (بشیر القاری ج 1، ص 15)

لہٰذا ذیل میں اسی کنزالایمان سے چند مثالیں نظرِ قارئین ہیں۔

نمبر 1: اعلی حضرت نے سورۃ بقرہ آیت نمبر 89 ﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ﴾ کا ترجمہ یوں کیا ہے:

> "اور جب انکے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو انکے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے۔"
>
> (کنزالایمان)

یہاں اعلی حضرت ن "مصدّق" جو کہ صفت ہے کے ترجمہ میں "ہے" کو بڑھایا ہے۔

نمبر2: سورۃ عبس آیت نمبر 13 ﴿فی صحفٍ مکرّمۃٍ﴾ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں۔"

(کنزالایمان)

اس آیت میں "صحف مکرمة" موصوف صفت ہیں، جن میں نسبتِ ناقصہ ہے جبکہ اعلی حضرت بریلی نے ترجمہ میں "ہیں" کو بڑھادیا ہے۔

نمبر3: سورہ مزمل آیت نمبر 15 ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْکُمْ الخ﴾ کا ترجمہ کرتے ہیں:

"بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں۔"

(کنزالایمان)

اس آیت میں بھی "شاهدا" "رسولاً" کیلئے صفت واقع ہورہا ہے، اور ان میں نسبتِ ناقصہ ہے مگر پھر بھی اعلی حضرت ترجمہ میں "ہیں" کا اضافہ کررہے ہیں۔

مذکورہ تینوں مثالیں اسی کنزالایمان سے ہیں جن کے متعلق سطورِ بالا میں خود میرٹھی صاحب کا بیان گزر چکا کہ قرآن کے اردو تراجم میں کنزالایمان سب سے نفیس اور غلطیوں سے پاک ترجمہ ہے۔ لہذا درج بالا مثالوں سے بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوئی کہ دیوبندی علماء کا ترجمہ غلط نہیں۔ غلط ہے تو میرٹھی صاحب کی نظر غلط ہے اور اس پر تعصب کا بہت بڑا پردہ پڑا ہوا ہے۔

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ

مماتیوں کی قلابازیاں

حیاتِ برزخی یا حیاتِ دنیوی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضراتِ گرامی!

اہلِ السنۃ والجماعۃ کا یہ متفقہ واجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبورِ مبارکہ میں برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

یہ ایسا عقیدہ ہے جس کا انکار فرقہ اشاعۃ التوحید والسنۃ کی پیدائش (1957ء) سے قبل کسی بھی صحیح العقیدہ سنی مسلمان نے نہیں کیا۔

اسی وجہ سے انہوں صاف اور واضح الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ

"ہمارا نزاع اور جھگڑا اس مسئلہ (حیات، ناقل) میں تقریباً 65 سال (یعنی پیدائشِ جماعت مماتیت، ناقل) سے ہے"

(دیوبندی لبادہ بریلوی نظریات صفحہ 141 مؤلفہ مولانا صدیق اکبر)

نہ اہلِ حق کی قدیم کتابوں میں اس کا رد ملتا ہے، نہ فقہاء و محدثین کی تصریحات میں اس کے خلاف کوئی کلمہ، بلکہ پوری امت کا تعامل، عقیدہ، اور فہم یہی رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سمیت تمام انبیاء علیہم السلام حیاتِ برزخیہ کے ساتھ قبور میں زندہ ہیں، اور ان کی زندگی عام مسلمانوں کی برزخی زندگی جیسا نہیں بلکہ اس سے اعلیٰ، افضل اور خاص قسم کی ہے۔

کیا علماء دیوبندؒ حیاتِ برزخی کے منکر ہیں؟

علماء دیوبندؒ ہرگز ہرگز حیاتِ برزخی کے منکر نہیں ہیں۔ یہ اس دھوکے والی دنیا کی محض دھوکہ یا بعض الناس کی غلط فہمی ہے کہ ہم حیاتِ برزخی کے منکر ہے سبحان اللہ۔

انصاف پسند حضرات کی تسلی کیلئے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں کہ ہم حیاتِ برزخی ہی کے قائل

ہیں الحمد للہ، اور ضدی جہلاء کیلئے ضخیم دفتر بھی مفید نہیں۔

1۔۔۔ مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مفتی اعظم عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقویٰ واتم ہے اور مراد اس حیات سے حیات دنیاوی ظاہری نہیں جیساکہ ارشاد باری تعالی ہے: انک میت وانہم میتون "لہذا احکام اموات ظاہر یہ سب پر جاری ہوتے ہیں"

(فتاوی دار العلوم دیوبند ج5 ص397)

مزید لکھتے ہیں:

"اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کیلئے حیات برزخی ثابت ہے"

(ایضاج1 ص238 سوال نمبر20)

2۔۔۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ فرماتے ہیں:

"انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے"

(کفایۃ المفتی ج1 ص68)

3۔۔۔ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"فان قلت: ان النبی ﷺ حیؐ فی قبرہ... قلنا : فتلک حیاۃ اخری لامن جنس الحیاۃ الدنیویۃ، فھو میت باعتبار ھذہ الحیاۃ الدنیویۃ، حیؐ بتلک الحیاۃ البرزخیۃ المغایرۃ لھذہ الحیاۃ"

(اعلاء السنن ج17 ص272)

4۔۔۔ امام اہل السنۃ المحقق المدقق شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر نوّر اللہ مرقدہ وکثر اللہ امثالہ فرماتے ہیں:

"تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام قبر اور برزخ میں زندہ ہیں (اور چند صفحے بعد آگے لکھتے ہیں) اور یہ برزخی حیات دائمی اور

ہمیشہ کے لیے ہے"

(تسکین الصدور صفحہ 219و231)

5۔۔ مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں:

"ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہے جو مشابہ ہے حیات دنیوی کے"

(اپ کے مسائل اور ان کا حل ج1 ص298)

6۔۔۔ امام جامع المعقول والمنقول مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ ان اشاعتیوں کے ایک رسالے سے اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حیات دنیاوی ظاہری کا تو دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں_ قرآن پاک کی اتنی صریح مخالفت کون مسلمان کر سکتا ہے؟ جو بھی قائل ہیں حیات برزخی کے قائل ہیں"

(منقول از رسالہ تعلیم القرآن راولپنڈی جنوری 1960: ص32، بحوالہ مقام حیات: 236،237)

مزید لکھتے ہیں:

"حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مسئلہ دائرہ اہل سنت میں کوئی اختلافی مسئلہ نہ تھا سب اہل السنۃ والجماعۃ حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس حیات کو باعتبار عالم برزخی کہنے والے بھی تھے اور باعتبار جسد برزخ میں حیات دنیوی کہنے والے بھی تھے۔ آپ کے عالم برزخ میں اپنے آپ کو پوری طرح زندہ محسوس کرنے کے اعتبار سے اسے حیات حسی کہنے والے بھی تھے، باعتبار رزق اسے حیات قائم بالرزق کہنے والے بھی تھے۔ اور اس پہلو سے اسے حیات روحانی بھی کہتے تھے، تاہم اس پر سب کا اتفاق تھا کہ وہ حیات اس دنیا والوں سے پردے میں ہے۔ یہاں کی آنکھیں اس حیات کو پا نہیں سکتیں۔ اس جہان میں روح کے اثرات غالب ہیں۔ سو اسے کسی نے روحانی بھی کہہ دیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ سب ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیرات ہیں۔ حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سب میں اقرار ہے اور معنًی یہ سب عنوان متقارب ہیں"

(مقامِ حیات: جلد اول؛ ص ۴۷)

مزید لکھتے ہیں:

"نہایت افسوس ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات عنصری جسمانی کے انکار کو "حیات برزخی" کے مبہم اقرار میں لپیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ حیات کی کوئی قسم برزخی نہیں، حیات برزخیہ میں علاقہ نوعیت کا نہیں، ظرفیت کا ہے اور "حیات برزخی" سے مراد "حیات فی البرزخ" ہے نہ یہ کہ حیات کی اپنی کوئی قسم برزخی ہے، نہ یہ مطلب ہے کہ آپ کو عالم برزخ میں حیات جسمانی حاصل نہیں۔

پس جن بزرگوں نے حیات برزخی کی تصریح کی ہے اُن کی مراد روضہ منورہ کی حیات عنصری جسمانی کا انکار ہرگز نہیں، اسی طرح جنہوں نے حیات روحانی کے الفاظ استعمال کئے ان کا منشاء یہی تھا کہ باعتبار تعلق بالرزق وہ روحانی حیات ہے، نہ یہ کہ حیات کی کوئی اپنی قسم روحانی بھی ہے، اندریں صورت حیات روحانی یا حیات برزخی کے قول سے قبر شریف کی حیات جسمانی کا انکار ہرگز لازم نہیں آتا۔

خلاصۃ المرام یہ کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ثانیہ کی ان جہات (برزخی، روحانی، معنوی) میں کوئی اختلاف نہیں، انہیں خواہ مخواہ محل بحث بنانا اصل موضوع الجھانے کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا، اصل موضوع تحقیق صرف حیات جسمانی ہے اور وہی محل نزاع بنی ہوئی ہے"

(مقام حیات"، جلد:1، ص:325،326)

6۔۔۔جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے قائد مولانا طیب طاہری صاحب شیخ زکریاؒ کا حوالہ لکھتے ہیں:

"البتہ اپنے اکابرؒ کا عقیدہ جو ہمیشہ سے سنتے چلے آئے ہیں اور اس میں کوئی تردد نہیں، وہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنے جسد مبارک کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں۔۔۔۔ لیکن وہ دنیاوی حیات بھی نہیں ہے"

پھر آگے بطور تبصرہ خود شیخ طیب صاحب لکھتے ہیں:

"اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے نزدیک المہند میں دنیاوی زندگی کا اثبات نہیں بلکہ انکار کیا گیا ہے"

(مسلک الاکابر صفحہ 20و21، ناشر: مکتبۃ الیمان دار القرآن پنج پیر صوابی پاکستان)

اس حوالے سے شیخ زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کا عقیدہ بھی واضح ہوا کہ جسد مبارک قبر ہی میں زندہ مانتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو حیات دنیوی بھی نہیں کہتے اور بقول محترم شیخ طیب صاحب المہند میں دنیاوی زندگی (لوازمات دنیوی) کا اثبات نہیں بلکہ انکار ہے۔ سبحان اللہ

7۔۔۔ مفتی علی الرحمن فاروقی صاحب اشاعتی بھی لکھتے ہیں

"فریقین (حیاتی و مماتی، ناقل) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخی کے قائل ہیں"

(حیات انبیاء علیہم السلام اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ صفحہ 35)

خلاصہ یہ ہوا کہ ہم حیاتِ برزخی ہی کے قائل ہیں نا کہ حیات ولوازماتِ دنیویہ ظاہریہ عرفیہ کے۔

اسی وجہ سے منکرینِ حیات فی القبر کی پیٹ میں مروڑ پیدا ہوا ہے، اور وہ مختلف قسم کے اعتراضاتِ فاسدہ لے کر ہم پر تھوپتے ہیں۔ یہ اعتراضات محض شبہات، تعصب اور باطنی بدعقیدگی کا شاخسانہ ہیں، جن کی حقیقت سراب سے زیادہ کچھ نہیں۔

ہم ان شاء اللہ ان مختلف اعتراضات کا خلاصہ یہاں ذکر کریں گے، اور ہر اعتراض کا تفصیلی، تحقیقی اور الزامی جواب بھی پیش کریں گے، تاکہ باطل کی بنیادیں ہلائی جاسکیں اور حق واضح ہو جائے ان شاء اللہ تعالی۔

مخالفین کا عقیدہ

بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم مخالفین (یعنی فرقہ اشاعۃ التوحید والسنۃ) کے اپنے عقیدے کو بھی ملاحظہ کریں، تاکہ قاری کو معلوم ہو کہ ان کے اس باب میں کیا عقیدہ و نظریہ ہے تو لیجئے ان کا عقیدہ ودعوی انہی کی کتب سے ملاحظہ فرمائیں:

مولوی سجاد بخاری صاحب لکھتے ہیں:

"مگر وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی جسمانی حیات (بجسد عنصری) کا مسئلہ اور پھر جسم اقدس کے ساتھ روح مبارک کا تعلق جو جسمانی حیات کا موجب ہو کسی ایک بھی صحیح حدیث میں مذکور نہیں"

(اقامۃ البرھان صفحہ 28)

مولوی حسین شاہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ قبرِ عُرفی میں زندہ نہیں ہے"

(ندائے حق ج2ص30)

اسی صفحہ پر ہی لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ صحابہؓ وخیر القرونؒ اس عرفی قبر میں آنحضور ﷺ زندہ نہیں مانتے تھے"

(ایضا)

مولوی خان بادشاہ صاحب لکھتے ہیں:

"حالانکہ اس نے اپنا دعوی نہ قرآن کریم سے ثابت کیا ہے اور نہ احادیث صحیحہ سے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر اطہر میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہے"

(قلائدالعقیان صفحہ 209،و221,ناشر: جماعت اشاعت التوحید والسنت دولۃ قطر)

موصوف دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"اور نہ ہی اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان قبروں میں بجسد عنصری حیات حاصل ہے۔۔۔کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی مخالف ہے"

(البرھان الجلی علی بہتان سردارجی صفحہ 179، ناشر: اشاعت اکیڈمی محلّہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور)

مماتیوں کے شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد زمان صاحب لکھتے ہیں:

"وقت النشور سے پہلے حیاتِ ناسوتی کا قول عناد اور حق میں تحریف ہے اور خروج عن الاسلام"

(تبیین الحق صفحہ 16)

مولوی احمد سعید ملتانی مماتی لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ قبر میں زندہ سمجھنا یہ عقل کے دشمن اور اسلام کے منکر کا کام ہے"

(سلسلۃ الذھب صفحہ 560 ناشر: مکتبہ اسلامیہ لکھنؤ انڈیا)

مزید اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

"انصاف درکار ہے کہ راویوں کی جھوٹی روایات ہیں کہ نہیں جو ثابت کرتی ہے کہ آپ ﷺ پھر قبر مبارک میں زندہ تشریف فرما ہیں"

(صفحہ 110)

مولانا شہاب الدین خالدی صاحب مماتی لکھتے ہیں:

"احمق وہونق قسم کے لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس قبر میں دفن کئے جانے والے جسم میں اس کی اصل روح کے علاوہ نوع حیات آخر کہ اللہ تعالی اس جسم میں ایک خاص قسم کی حیات پیدا فرمادیتے ہیں جس سے مردہ جسم لذت والم کو محسوس کرتا ہے۔

پہلی بات تو ہے کہ یہ کس پر وحی آئی ہے یہ بات رسول اللہ ﷺ نے بتائی نہ صحابہ اور تابعین نے، پھر جن جن حضرات نے یہ لکھا ہے انہوں نے قرآن سے یا حدیث سے یا صحابہ سے اس کا آج تک کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔۔۔ اور نوع حیات آخر فرمان رجال کو قبول کرکے یہود ونصاریٰ میں شامل ہو گیا"

(عقیدۃ الامت فی عدم سماع المیت صفحہ 548)

فيه كفاية لمن له هداية

بس انہی حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ کئی حوالہ جات اسی موضوع پر ہمارے پاس موجود ہے الحمدللہ، تفصیل کیلئے ہماری نئی آنی والی کتاب "جُنّة المناظر" میں ملاحظہ فرمائینگے ان شاءاللہ

مخالفین کا الزام

جب مخالفین اس عقیدہ صحیحہ کو قبول کرنے سے محروم رہ گئے، تو مختلف قسم کے وہمیات اور خودساختہ اتھامات میں مبتلا ہو گئے۔ اور اہل السنۃ والجماعۃ، بالخصوص علمائے دیوبندؒ پر طرح طرح کے بے بنیاد اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ ان ہی اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "علمائے دیوبند حیاتِ دنیوی کے قائل ہیں"۔ پھر اس "حیاتِ دنیوی" کی تشریح بھی اپنی طرف سے گڑھ لیتے ہیں اور اس خودساختہ تشریح کو ہمارے عقیدہ کے طور پر ہم سے منسوب کر دیتے ہیں(!!)

حیات دنیاوی کا مطلب

یہ الزامات تو ان کی روزِاول سے جاری وساری ہے ہم اس پر پریشان نہیں ہوتے، ان لوگوں نے تو علامہ

سیوطیؒ کے بارے میں بھی تصریح کی ہے کہ یہ بھی حیات دنیاوی کے قائل بلکہ قبروں سے باہر آکر تصرف بھی کرتے ہیں کے بھی قائل قرار دیا ہے (الفتح المبین صفحہ 178 ، المسلک المنصور کلاھما خضر حیات مماتی، مسالک العلماء از قاضی شمس الدین صفحہ 223، اثبات عقائد کا اصولی طریقہ کار صفحہ 93 از مولانا مفتی اکمل محمد سعید ادینوی مدرّس و مفتی دار القرآن پنج پیر صوابی)

اور حضرت قاسم نانوتویؒ کو بھی حیات دنیوی کے قائل قرار دیتے ہیں (الفتح المبین صفحہ 179، ندائے حق ج2 ص 23 و 85، اثبات عقائد کا اصولی طریقہ کار ص 94)

بلکہ احمد سعید ملتانی تو جذبات میں آکر حضرت نانوتویؒ کے قول کو تفرّد نہ مان کر صریح رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا منکر قرار دے کر حضرت نانوتویؒ کو اسلام سے بھی خارج کر دیا ہے العیاذ باللہ (دیکھیے سلسلۃ الذھب) آہ۔۔۔تو ہم کس شمار میں۔۔(!!)

عرض ہے کہ پہلے ان حضرات پر کوئی فتوی لگائے اور ان حضرات کی پوزیشن واضح فرمائے پھر ہمارے متعلق لب کشائی کیجئے۔

ہمارا عقیدہ

جس کی وضاحت اوپر ہو چکی، ہمارا عقیدہ حیاتِ برزخی ہی کا ہے۔ البتہ اگر کہیں "حیاتِ دنیوی" کا ذکر آجائے، تو اس سے مراد وہ حیاتِ کاملہ نہیں ہوتی جو دنیا میں تھی؛ مثلاً کھانے پینے کا محتاج ہونا، چلنا پھرنا، جسم کا نشوونما پانا، اولاد پیدا کرنا، یا لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا وغیرہ۔ ایسی دنیاوی حیات ہرگز مراد نہیں۔

بلکہ یہاں "حیاتِ دنیوی" سے محض یہ مراد ہوتی ہے کہ جس جسدِ خاکی یا جسدِ عنصری یا جسدِ دنیوی کو دنیا میں روح ملی تھی، اسی جسد کو قبر میں ایک خاص قسم کی حیات دی گئی ہے۔ چونکہ یہ حیات اسی دنیاوی جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، اس لیے اسے بطور اصطلاح "حیاتِ دنیوی" کہا گیا۔ یعنی "جزو" کی بنیاد پر "کل" کا اطلاق کیا گیا۔

اگرچہ اصل مراد جز ہی ہے، یعنی صرف اتنا کہ دنیاوی جسم کو برزخ میں بھی ایک خاص نوع کی زندگی حاصل ہے، نہ کہ دنیاوی زندگی کے تمام لوازمات (نشو و نما، تولید، حرکات و تصرّفاتِ دنیویہ، معاشرتی وظائف) سب مراد ہوں۔ اسی تناظر میں ترجمان علماء دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ و نوّر اللہ مرقدہ و کثر اللہ امثالہ فرماتے ہیں:

"منکرین حیات قبر اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کیلئے علماء دیوبند عافہم اللہ پر الزام لگاتے ہیں اور بہتان کھڑا کرتے ہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی "حیات برزخیہ" کا انکار کرتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر کو "حیات دنیوی" مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حیات برزخی کے قائل ہیں اور وہ حیات دنیوی کے قائل ہیں حالانکہ وجہ نزاع یہ نہیں ہے کیونکہ اکابر علماء دیوبند آپ ﷺ کی حیات قبر کو حیات برزخیہ مانتے ہیں کسی دیوبندی عالم نے آپ ﷺ کی حیات برزخیہ سے انکار نہیں کیا، وقوع موت کے بعد آدمی خود بخود عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے جیسے غروب آفتاب کے بعد ہر آدمی اپنے اپنے مقام پر موجود ہوتے ہوئے خود بخود رات میں داخل ہو جاتا ہے تو حضور اکرم ﷺ بھی عالم دنیا سے عالم برزخ میں انتقال فرما گئے لہٰذا آپ ﷺ کی یہ حیات قبر حیات برزخیہ ہے، قبر مبارک آپ ﷺ کیلئے ظرف مکان اور برزخ آپ ﷺ کیلئے ظرف زمان ہے، یہ کہنا درست ہے کہ آپ ﷺ قبر شریف میں تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ برزخ میں ہیں، جیسے یہ بات درست ہے کہ زید مسجد میں ہے اور زید رات میں ہے، کوئی عقل کا اندھا ہی کہے گا کہ دو متضاد باتیں نہ کہو، مسجد میں ہو گا تو رات میں نہ ہو گا اور اگر رات میں ہو گا تو مسجد میں نہ ہو گا یہی حماقت ہے قبر سے برزخ کی نفی کرنے والوں کی اور جو علماء دیوبند حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر کو برزخی کے ساتھ ساتھ حیات دنیوی کہتے ہیں، انہوں نے متعدد بار وضاحت فرمائی ہے کہ حیات دنیوی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کی حیات برزخیہ بالکل دنیا والی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس حیات برزخیہ میں آپ ﷺ کا دنیا والا جسد اطہر شامل ہے، جب کہ منکرین حیات آپ ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ کی چیز نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس کی حیات کے قائل ہیں بلکہ آپ ﷺ کے جسد اطہر کو بے حیات اور معاذ اللہ بے شعور سمجھتے ہیں، یہ ہے وجہ نزاع لیکن یہ لوگ بہت بڑی عیاری کے ساتھ یہ رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ جھگڑا حیات برزخی اور حیات دنیوی کا ہے، لہٰذا یہ بھی ایک بہت بڑی سازش اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایک چال ہے جو چلی جا رہی ہے۔

(منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں "ص:13،12)

خلاصہ یہ ہوا کہ جب برزخ کی حیات کو "حیات دنیوی" کہا جاتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ برزخ کی حیات میں دنیوی زندگی کے کچھ آثار پائے جاتے ہیں، جیسے جسم کا باقی رہنا، قبر میں نماز تلذّذاً پڑھنا، سلام کا جواب دینا، وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ مماتیوں کے محقق و مصنّف مولانا نیلوی صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

"اس کا وہ مطلب نہیں جو آپ نے سمجھا کہ آپ کی قبروں کی حیات جسمانی عنصری حقیقی حسی دنیوی برزخی ہے"

(ندائے حق ج2 ص38)

دیکھیے یہاں "دنیوی برزخی" ایک ہی سطر اور ایک ہی سانس میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ منافات والا قسم میں سے نہیں بلکہ دنیوی کا مفہوم کچھ اور لوازماتِ دنیوی کا مفہوم کچھ اور ہے اور یہی دنیوی حیات برزخی حیات کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں جیسا کہ نیلوی صاحب مرحوم نے جمع کیا اور آپس میں منافات نہیں۔

بہر کیف! ہماری اس وضاحت کی تائید میں ہمارے اکابرین کے چند اقوال بطور "مشتے نمونہ از خروارے" ملاحظہ فرمائیں تاکہ ہمارا مدّعیٰ مزید پکا ہو جائے۔

اکابرؒ کی تائید

1۔۔۔ مفسر القرآن علّامہ آلوسیؒ الحنفیؒ فرماتے ہیں:

"الأنبياء أحياء بعد وفاتهم كحياتهم في الدنيا۔"

(روح المعانی، سورۃ البقرہ، آیت: ۱۵۴)

کہ انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد ایسا زندہ ہے جیسا کہ دنیا میں زندہ تھے۔

تو اب یہ مراد نہیں کہ دنیا میں جیسی حیاتِ مطلقہ کاملہ متصرّفہ تھی برزخ میں بھی ایسا ہے، نہیں؛ بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ جیسا کہ دنیا میں جسد مع الروح حیات تھے ویسے ہی برزخ میں بھی زندہ ہے۔

2۔۔۔ شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"و قول مختار و مقرر جمہور ایں است کہ انبیاء بعد از وقت موت زندہ اند بحیات دنیوی"

(تیسیر القاری ج3 ص262)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"انبیاء در عالم برزخ زندہ اند"

(ایضاح 3 صفحہ 245)

معلوم ہوا کہ شیخ کا دونوں الفاظ (حیات دنیوی و برزخی) کو استعمال کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ ان دونوں لفظ میں منافات نہیں جب دنیاوی سے مراد لوازماتِ دنیوی نہ ہو بلکہ صرف جسدِ دنیوی مراد ہو۔۔

3۔۔۔ امامِ اہل السنّہ، ترجمانِ علمائے دیوبند، شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ "حیاتِ دنیوی" کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرات علمائے دیوبند جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ جسمانی اور حیاتِ دنیوی کا لفظ بولیں گے، تو اس سے یہی مراد ہو گی کہ آپ ﷺ کی روح کا بدنِ دنیا سے تعلق ہے۔ نہ یہ کہ تمام احکام میں یہ حیات دنیوی ہے، اور اسی طرح علاّمہ سمہودیؒ اور امام سبکیؒ وغیرہ کی عبارات میں 'حیاتِ دنیوی' اور 'جسمانی' سے بھی یہی مراد ہے۔"

(تسکین الصدور صفحہ 280)

مزید لکھتے ہیں:

" حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخی ہے (حسی ہونے میں) حیات دنیوی کے مشابہ نہیں ہے"

(تسکین الصدور صفحہ 266)

اور دوسری کتاب میں رقمطراز ہیں:

"جب کہ اہل حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کو "إِنَّكَ مَيِّتٌ" کے مطابق قطعی مانتے ہیں اور قبر کی زندگی کو جو اعادہ روح کی وجہ سے جیسا کہ صحیح احادیث "فتعاد روحه فی جسده" اور امام ابو حنیفہؒ کے ارشاد "واعادة الروح الی العبد فی قبره حق" سے ثابت ہے تسلیم کرتے ہیں اس کی مبسوط بحث تسکین الصدور میں ملاحظہ فرمائیں اور یہ زندگی برزخی ہے کیونکہ قبر اور برزخ میں ہے، اور دنیوی بھی ہے، بایں معنیٰ ہے کہ روح کا تعلق

اس بدن سے ہے جو کہ دنیا میں تھا نہ کہ بدن مثالی سے جیسا کہ بعض کہتے ہیں اور حضرت نانوتویؒ کے حوالے سے یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ وہ دُنیوی جسم کے تعلق سے حیات ہے اور اس زندگی کے لیے دُنیوی زندگی کے تمام لوازم ثابت نہیں۔"

{المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور ص40}

یہ صریح اقتباس اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ "حیاتِ دنیوی" کی تعبیر سے مراد ہرگز وہ دنیوی زندگی نہیں جو عالم اسباب میں تھی، بلکہ اس سے صرف روح کا تعلق بدنِ دنیوی سے مراد ہے، جو ایک خاص نوع کی برزخی حیات مراد ہے۔

4۔۔۔ شیخ الحدیث، المحقق الکبیر استاذ العلماء حضرت مولانا منیر احمد منوّر صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کا دنیوی، حسی، حقیقی جسم انور قبر اطہر میں زندہ ہے اس لئے اس قبر کی حیات کو حیات دنیوی، حیاۃ حسی، حیاۃ حقیقی کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے"

(خوشبو والا عقیدہ صفحہ 35)

5۔۔۔ شیخ الحدیث مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

"جن عبارت میں یہ بات آتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حیات دنیاوی ہے تو مخالفین سمجھتے کہ موت ہی نہیں آئی اور موت ہی کا انکار ہو رہا ہے تو وہ قرآن کریم میں موت والی آیات پڑھنے لگتے ہیں حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ طبعی موت کا انکار تو کوئی نہیں کر سکتا ہے۔۔۔ حالانکہ کوئی مسلمان یہ نہیں کہتا کہ حضور اکرم ﷺ دنیا میں ہے اور دنیا ہی میں زندہ ہے بلکہ دنیاوی حیات کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ دنیا میں حیات تھے اسی طرح حیات آپ کو قبر شریف میں حاصل ہے۔"

(توضیحات شرح المشکوۃ جلد2 ص427، باب حضور اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت۔ ناشر: المکتبۃ العربیہ کراچی)

6۔۔۔ مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب مدظلہ (برخوردار مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ) لکھتے ہیں:

"دنیوی کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ موت ہی نہیں آئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس دنیا والے

جسد اطہر کو حیات حاصل ہے"

(المہند علی المفند حاشیہ صفحہ 46)

7۔۔۔ حضرت مولانا مفتی سیّد عبد الشکور ترمذیؒ لکھتے ہیں:

"ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات کو دنیوی حیات کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم برزخ کی حیات، اس دنیوی جسد اطہر میں ہے جو روضہ اطہر میں موجود ہے، نہ یہ کہ وہ حیات طیّبہ، الجمیع الوجوہ، اس دنیا والی حیات ہے۔۔۔ پس ہر اصطلاح کا وہی مفہوم معتبر ہوتا ہے جو اس اصطلاح کو اختیار کرنے والے مراد لیتے ہوں"

(ھدایۃ الحیران فی جواھر القرآن صفحہ 44و266 ناشر: بیت الکتب الاسلامی صوابی)

8۔۔۔ محقق اسلام، محسنِ دیوبند، وکیل احناف حضرت مولانا نور محمد تونسوی نوّر اللہ مرقدہ وکثر اللہ امثالہ فرماتے ہیں:

"جن لوگوں نے اس حیات کو 'حیاتِ دنیوی' سے تعبیر کیا ہے، ان کی مراد یہ ہے کہ قبر و برزخ کی حیات میں دنیاوالا جسد شامل ہے"

(مجموعہ سوالات وجوابات صفحہ 62)

اور موصوف علیہ الرحمۃ کا ایک حوالہ مقدمہ میں بھی گزر چکا ہے۔

9۔۔۔ آخر مولانا منظور نعمانیؒ کا حوالہ ذکر کرینگے اور وہ بھی خود اشاعتیوں کی کتاب سے۔ چنانچہ مفتی علی الرحمن فاروقی صاحب مولانا منظور نعمانیؒ کا حوالہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسی طرح ہمارے بزرگوں کی تحریروں میں مثلاً "التصدیقات" میں انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر والی حیات کو جو "حیاۃ دنیویہ" کہا گیا ہے تو اس کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ دنیا کی سی ہے یعنی مع الجسد ہے صرف برزخی روحانی نہیں ہے جو تمام مومنین کو بھی حاصل ہے جن کے اجسام مٹی ہو چکے ہیں۔ "التصدیقات" کے اردو ترجمہ ہی میں غور کرنے سے یہ مطلب خود واضح ہو جاتا ہے علاوہ ازیں ان بزرگوں کی ایسی عبارتوں کا یہ

مطلب بیان کرنا اور ان کا یہ مسلک بتانا کہ انبیاء علیہم السلام پر موت وارد ہی نہیں ہوئی اور قبروں میں وہ بعینہ دنیا والی ناسوتی حیات کے ساتھ موجود ہیں صریحاً ان پر یہ الزام لگانا ہے کہ اس مسئلے میں ان کی رائے قرآن و حدیث کے صریح نصوص و بینات اور اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہے میں یقین نہیں کرتا کہ ہمارے علماء میں سے کسی نے ایسی لغویات کہیں ہوں"

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، شایع شدہ 1378ھ، بمطابق نومبر 1958 صفحہ 27 بحوالہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ صفحہ 43)

سبحان اللہ! ایک ایک بات آب زر پر لکھنے کے قابل ہے رحمہ اللہ تعالی

خلاصۃ البحث

"اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہم حیات برزخی ہی کے قائل ہیں البتہ جہاں حیاتِ دنیوی کا ذکر ہے بھی تو اس سے مراد وہی ہو گا جو ہم نے اوپر تفصیلاً ذکر کیا باقی لفظِ حیاتِ دنیوی دیکھ کر ہمارے نظریات و عقائد کے خلاف غلط تشریح کرکے ہمارا عقیدہ بنایا جائے ہم اس سے بریٔ الذمہ بھی ہے اور مخالفین قیامت کے دن اس کا حساب و کتاب کیلئے بھی کمربستہ رہے۔

خود مماتیوں کے گھر سے ثبوت

ناظرین کرام! اب تحقیقی جوابات کے بعد الزامی حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائے تاکہ بات پکی سچی ہو جائے اور مخالفین کا پروپیگنڈا بھی طشت ازبام ہو جائے اور ان کو اپنے ہی گھر سے جواب بھی مل کر "وشھد شاھد من اھلھا" کا مصداق ہو جائے۔

1۔۔۔ مولانا مفتی علی الرحمن فاروقی صاحب "حیات دنیوی" کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام عنصریہ کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا ایک قسم تعلق ہے جس کی پوری تفصیل اور درحقیقت اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے، اسی تعلق ارواح کی وجہ سے بعض علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم نے اس کو بایں معنی حیات دنیوی سے تعبیر کیا ہے"

(حیاتِ انبیاء علیہم السلام اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ صفحہ 3، ناشر مکتبہ فاروقی ناظم آباد کراچی)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ مولانا یوسف بنوریؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یہ حیات دنیاوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے اقویٰ ہے دنیا میں ہمیشہ جسد کو روح کی خاصیت حاصل نہیں ہوتی اور برزخ میں ہوتی ہے، اب اگر اس کو حیات دنیوی سے بعض حضرات نے تعبیر کیا ہے تو اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کیا ہے بہر حال وہ حیات دنیوی بھی ہے اور حیات برزخی بھی، صرف حیات برزخی نہیں جس میں عام شہداء یا اموات بھی شریک ہوں بلکہ اقویٰ و اکمل ہے اس لئے حیات دنیوی کے مماثل ہے بلکہ اس سے بھی اقویٰ ہے، اختلاف تعبیرات میں نزاع لفظی ہے اس دنیا سے رسمی تعلق منقطع ہونے کے بعد برزخی دور شروع ہوتا ہے اب جو چاہے اطلاق کیا جائے"

(فتاویٰ بینات جلد اول ص580)

اشاعتی مصنف اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"واضح رہے کہ محدّث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بالکل دنیوی نہیں البتہ دنیوی حیات کے مماثل ہے اس وجہ سے بعض علماء کرام نے دنیوی حیات کی تعبیر بھی اس معنی میں فرمائی ہے، مزید ان کی تحریر سے معلوم ہوا کہ یہ نزاع لفظی ہے، حقیقی نہیں۔"

(صفحہ 44)

مزید آگے لکھتے ہیں:

"ہمارے اس فتوے کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جانب حق پرست علماء دیوبند ہیں اور دونوں جانب کے علماء کرام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے قائل ہیں برزخی حیات تو سب ہی مانتے ہیں البتہ کچھ حضرات تعلق ارواح کی وجہ سے اس کو دنیوی حیات سے تعبیر فرماتے ہیں۔

علماء دیوبند کی کتابوں کے حوالے سے یہ بات ثابت کی گئی کہ "المہند علی المفند" یا علمائے دیوبند کی دیگر کتابوں میں جو دنیوی حیات کہا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام عنصریہ کے ساتھ ان کی ارواح طیبہ کا ایک تعلق ہے، اسی تعلق کی وجہ

سے اس کو دنیوی حیات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بقول محدّث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، اور استاذ محترم حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہل سنت حضرت مولانا سر فراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ صرف تعبیرات کا فرق اور محض نزاع لفظی ہے"

(ایضاً صفحہ 4)

نوٹ: اس کتاب پر "مرکزی امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ شیخ طیب صاحب" کے بھی تقریظ ہے۔

حیات دنیوی کے قائل کو اہل السنت والجماعت میں علماء اشاعت شمار کرتے ہیں اس حوالہ سے اندازہ لگائے۔

مولانا سجاد بخاری صاحب ایک استفتاء اور اس کا جواب نقل کرتے ہیں لیکن ہم خوف طوالت کی وجہ صرف جواب نقل کرتے ہیں تفصیل کیلئے محوّلہ مصدر کی طرف مراجعت کریں۔

"حضرت نبی کریم ﷺ پر وعدہ الہی "انک میت و انھم میتون " کے مطابق موت واقع ہوئی، آپ کی روح اقدس جسد اطہر سے منقطع ہو کر جنت الفردوس میں رفیق اعلی کے ساتھ شامل ہو گئی۔ اور حضرات صحابہ کرامؓ نے آپ کے جسد اطہر کو واقعی میت سمجھ کر قبر مبارک میں دفن کیا۔ اور اس عالم دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد آنحضرتؐ کو عالم برزخ میں مثل شہداء بلکہ شہداء سے بھی اعلی ورفع حیات برزخیہ عطا فرمائی گئی۔ وہ حیات دنیوی نہیں بلکہ اس سے بدرجہا اعلی وارفع اجمل وافضل حیات برزخیہ ہے نہ کہ حیات دنیویہ۔"

لیکن اگر کوئی اس مذکورہ بالا حیات کو حیات دنیوی کے نام سے تعبیر کرے اور آپ کی حیات برزخیہ سے بھی انکار نہ کرے تو اس کو جماعت اہل السنت سے خارج نہیں کرنا چاہیے۔ حضرات انبیاء کرام اور خصوصا سید الانبیاء کے بعد الموت سب سے اعلی وارفع اجمل وافضل حیات برزخیہ عطا فرمائی گئی ہے، یہ جمہور اہل السنت والجماعت کا مسلک ہے اس پر کتاب اللہ احادیث صحیحہ ورارشادات صحابہ شاہد ہیں۔۔۔"

جواب صحیح ہے۔

نصیر الدین، بندہ عبد الرحمن بہبودی، ولی اللہ انہی، لاشے غلام اللہ خان، احقر محمد طاہر

بقلم خود پنج پیر ضلع مردان فاضل دیوبند۔

(مقالات سید سجاد بخاری جلد دوم 264)

نوٹ۔ اس پر تقریباً پچاس علماء اشاعت کے دستخط ہیں۔

اور اشاعتیوں کا مشہور شیخ القرآن قاضی شمس الدین صاحبؒ "المہند" کی دفاع یعنی اس میں "حیاتِ دنیوی" مذکور لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے سب مسلمانوں کو، یہاں نفی مطلق برزخی کی نہیں بلکہ برزخی مطلق کی نفی ہے اور یہ اھل علم پر ادنیٰ تاملّ سے واضح ہے۔

انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسے دنیا میں تھی، تشبیہ بالحیوۃ الدنیا کی تصریح ہے حیات دنیویہ کی تصریح نہیں اور اوپر جہاں حیات النبی ﷺ دنیویۃ من غیر تکلیف میں حیات دنیویہ کی تصریح ہے وہاں حضرات نے اس کا ترجمہ حیات دنیا کی سی ہے کر کے مقصد کو واضح کر دیا کہ مراد تشبیہ بلیغ ہے حقیقت نہیں تو حیات دنیویہ حضرات کے اپنے ترجمہ کردہ کے مطابق ذکوٰۃ الجنین ذکوٰۃ اُمّہ (بچے کو ایسے ذبح کیا جائے جیسے اس کی ماں ذبح کی جاتی ہے) اور صیام ثلاثة ایام من کل شھر صیام الدھر کله (ہر مہینے سے تین روزے رکھ دینے ایسے ہیں جیسے سارے زمانے کے روزے) کے قبیلہ سے ہے حیات دنیویہ عربی میں لکھا اور حیات دنیا کی سی ہے حضرات نے خود اردو میں لکھ دیا آگے لوگوں کی مرضی ہے مانیں یا اپنی طرف سے حاشیہ آرائی کر کے کسی از خود ایجاد کردہ قول پر فٹ کریں"

(مسالک العلماء فی حیاۃ الانبیاء صفحہ 221)

فائدہ: یہی حوالہ خضر حیات صاحب مماتی (جس نے اپنی کتاب میں فحش گالیاں دے کر کتاب پر اپنا نام چھپا کر فرضی نام دیا ہے بنام "حافظ احمد عبد اللہ سنی حنفی دیوبندی حسینی" نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے دیکھے (الفتح المبین فی کشف مکائد الکاذبین صفحہ 173 و 174 ناشر: تحفظ عقائد علمائے اہلسنت والجماعت پاکستان 2007)

مماتی حضرات علمائے دیوبند کی متفقہ دستاویز المہند پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ اس میں حیات برزخی کا انکار کیا گیا ہے ہم اسے جواباً المہند سے تصریح دکھاتے ہیں کہ المہند میں لکھا ہے "برزخية لكونها فى عالم البرزخ" یعنی اس معنی میں برزخی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ مگر وہ اس تصریح کو نظر انداز کرتے

ہیں۔اور لفظ "لا برزخیۃ" سے استدلال کرتے ہیں اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہاں عام لوگوں جیسی حیات برزخی ہونے کی نفی ہے مطلق برزخی ہونے کی نفی نہیں مگر مماتی کیا ہوگا جو صحیح بات کو مانے، تو اس لئے ہم نے قاضی صاحبؒ کا حوالہ پیش کیا تاکہ فی زماننا مماتی حضرات کو کچھ شرم آجائے۔

بلکہ مزید ایک اور حوالہ مشہور کذّاب خضر حیات مماتی کا بھی دکھائینگے جو اس نے اپنے بڑے قاضی شمس الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے خود نقل کرتا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے سب مسلمانوں کو یہاں نفی مطلق برزخی کی نہیں بلکہ برزخی مطلق کی نفی ہے اور یہ اہل علم پر ادنی تامل سے واضح ہے"

(المسلک المنصور ص۔ 271/270)

اور آگے یہ مماتی نقل کرتا ہے:

"انبیاء کرام وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسے دنیا میں تھی: تشبیہ بالحیاۃ الدنیا کی تصریح ہے حیاۃ دنیویہ کی تصریح نہیں۔ اور اوپر جہاں حیات ﷺ دنیویہ غیر تکلیف میں حیات دنیویہ کی تصریح ہے، وہاں حضرات نے اس کا ترجمہ "حیات دنیا کی سی ہے" کرکے مقصد کو واضح کر دیا کہ مراد تشبیہ بلیغ ہے حقیقت نہیں"۔

(المسلک المنصور ص 271)

۞ مولانا حسین نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اور سب کا اتفاق ہے جس کا خصم بھی قائل ہے کہ شہداء کی زندگی برزخی ہے دنیوی نہیں ہے اور المہند کی کی عبارت بھی اسی طرف مشیر ہے اور اس صورت میں کہنا پڑے گا کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی بھی برزخی ہے دنیوی نہیں ہے"

(ندائے حق ج2ص 23)

لاکھ انکار کرو، لاکھ بہانے ڈھونڈو

تم گدا گر کے گدا کر رہی ہے

معلوم ہوا کہ خود یہی حضرات بھی مانتے ہیں کہ علماء دیوبندؒ کی کتابوں میں حیاتِ دنیویہ ظاہریہ عُرفیہ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب اور کچھ ہے لیکن مہربان حضرات پھر بھی اتھام باندھ کر ضد پر قائم ہے۔۔!!

فائدہ: المہند میں خلیل احمد سہارنپوریؒ پر مماتیوں (پنج پیریوں) کا الزام کہ "حیات دنیوی کا اقرار اور برزخی سے انکار" اس کا جواب خود حضرت سہارنپوریؒ کے حوالے سے اور قلم خو مماتیوں کا ملاحظہ فرمائے، الحمدللہ

قاضی زاھد الحسینی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ

"اس کی وجہ مہاجر مدنی مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ شارح ابی داوٗد نے یہ فرمائی ہے کہ: اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اہنی قبور میں زندہ ہیں" (البذل المجھود)

{دیکھیے رحمت کائنات}

اس کا جواب مولوی محمد سلیمان ساجد صاحب مماتی یوں لکھتے ہیں:

"دوسرا جو بذل المجھود کی عبارت پیش کی ہے لہذا بذل المجھود کی عبارت کا یہ مقصد ہرگز یہ نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو ایسی حیات حاصل ہے جو دعوی میں ذکر کی گئی ہے اس پر علامہ کی دوسری عبارت خود دال ہے۔۔۔(الی ان قال) معلوم ہوا کہ سہارنپوری رحمہ اللہ شہید کیلئے موت کو تسلیم کرتے ہیں جس طرح حوالہ سے واضح ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی تسلیم کرتے ہیں"

(موت کا پیغام صفحہ 369 و 370، ناشر: مکتبہ تعلیم القرآن جماعت اشاعت التوحید والسنۃ تورڈھیر صوابی)

مماتیوں کا عقیدہ حیاتِ دنیویہ

اب آیئے وہ مماتی حضرات جنہوں نے ہم پر حیاتِ دنیویہ کا الزام لگاتا تھا اب خود انہی کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں کہ دراصل یہ لوگ ہی حیاتِ دنیویہ کے قائل ہیں لیکن اب یہ اپنا نزلہ دوسروں پر گرانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ ہم محض الزام اور مجرّد دعوی نہیں کرتے بلکہ خود ہی ان کے حوالہ جات دیکھ کر خود فیصلہ کریں کہ ہم اپنے دعوے میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔۔۔ آئے اور حقائق ملاحظہ فرمائیں:

1۔ سب سے پہلے انہی کے مشہور رسالہ ماھنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں ایک مضمون چھپا ہے جس کا عنوان ہے

"مسئلہ حیات النبی ﷺ سے متعلق چار سالہ نزاع کا خاتمہ"

پھر اس عنوان کے ماتحت لکھا گیا ہے

"نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور برزخ میں ان کی یہ حیات حیات دنیوی ہے"

(ماہنامہ تعلیم القرآن اگست 1962 صفحہ 21)

سبحان اللہ۔۔! یہ حیات دنیوی کا عقیدہ تو انہی کے گھر سے ملا(!!)

گویا ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

2۔۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا اور ان کے گھر سے بھی شہادت پیش کی ہے کہ صرف "جسدِ دنیوی" کی وجہ سے "حیات دنیوی" کہا گیا اگر اب اس ایک جزء سے لوازماتِ دنیوی خوامخواہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہو اور وہ بھی خصم (ہمارے) عقیدہ و مزاج کے خلاف، تو لیجئے آپ اپنے گھر کا اس حوالہ کے ساتھ کیا کرو گے؟

نیلوی صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات۔۔۔ دنیوی زندگی کی طرح ہر چیز کا مشاہدہ کرتی ہیں"

(ندائے حق ج2 ص138، ناشر: مکتبہ اشاعت السلام دھلی)

3۔۔۔ مماتیوں کا یہ دعوی ہے کہ حیات دنیوی حدیث شریف سے ثابت ہے، چنانچہ نیلوی صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

"اور حدیث شریف میں صرف مطلق حیات ثابت ہے۔۔۔ اور مطلق حیات کا لفظ بول کر دنیوی حیات مراد ہوتی ہے"

(ندائے حق ج2 ص40و41)

خصم اپنے دل میں یوں شعر پڑھتے ہونگے

اے چشم اشک بار ذرا دیکھنے تو دے
ہوتا ہے جو خراب وہ میری ہی گھر نہ ہو

4۔۔۔ اشاعتیوں نے ایک رسالہ شائع کی ہے جس میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کا بیان درج ہے، اس رسالہ میں یہ بھی درج ہے کہ:

"علماء دیوبند حسب عقیدہ قائل ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے

اجسام کے ساتھ ان کی ارواح کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیاوی زندگی میں قائم تھا وہ عبادت میں مشغول ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلاۃ و سلام سنتے ہیں وغیرہ۔"

(مسئلہ حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق چار سالہ نزاع کا خاتمہ صفحہ 3، ناشر: ادارہ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن خضرو اٹک)

اس جملہ "اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیاوی زندگی میں قائم تھا" پر غور کیجیے۔

فرقہ اشاعتیہ اپنے ہی اصول کی بنا پر بھی دنیوی حیات کے قائل ہیں، کیونکہ ان کا مندرجہ ذیل اصول انھی کے موقف پر دلالت کرتا ہے۔ اشاعتی عالم مولانا مفتی علی الرحمن فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

"چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسادِ عنصریہ کے ساتھ ارواحِ مبارکہ کا ایک قسم کا تعلق ہے، بایں معنی علماءِ دیوبند کی بعض عبارات میں بعض جگہ دنیوی حیات سے بھی اس کی تعبیر کی گئی ہے۔"

(حیاتِ انبیاء علیہم السلام اور جماعت اشاعت التوحید والسنہ، صفحہ 27)

اس حوالے کا لبّ لباب اور خلاصہ یہ نکلا کہ:

"ارواح کا اجساد کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام دنیوی حیات ہے۔"

اب دیکھیے، کیا فرقہ اشاعتیہ اس تعلقِ روح و جسد کا دعوی کرتے ہیں یا نہیں؟

خود اسی کتاب میں جماعتِ اشاعت کے قائد محترم شیخ طیب صاحب تقریظ قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اجسامِ عنصریہ کے ساتھ ارواحِ مبارکہ کا ایک تعلق ہے۔"

(ایضاً، صفحہ 7)

اسی کتاب میں ان کے مشہور مفسر مولانا شیخ سعید الرحمن صاحب (عرف خطیب صاحب اوگی) لکھتے ہیں:

"اور ان کے اجسامِ عنصریہ کے ساتھ ان کی ارواح کا تعلق بھی ہے۔"

(ایضاً صفحہ 9)

خلاصہ: فرقہ اشاعتیہ خود اپنی ہی تحریر کے آئینہ میں دنیوی حیات کے قائل نکلے۔

ایک اور پہلو سے مماتیوں کا اعترافِ دنیوی حیات ملاحظہ فرمائیں جس سے مماتیوں کی دنیوی حیات واضح ہوتی ہے۔

یہ حضرات قبر کو برزخ نہیں بلکہ دنیا ہی کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مناظرِ کبیر، اور ان کے زبانی قائدِ انقلابی مولانا احمد سعید ملتانی صاحب (علیہ وماعلیہ) لکھتے ہیں:

"(نبی کریم ﷺ کا، ناقل) بدن تو دنیا ہی میں رہا، تا قیامت دنیا ہی میں رہے گا، انشاء اللہ۔"

(سلسلہ الذہب، صفحہ 526)

مزید آگے اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

"مدینہ عالیہ اور حجرہ عائشہ صدیقہ تو دنیا ہی میں ہے، کوئی برزخ تو ہے نہیں، تاکہ کذاب راوی یہ گپ بھی ٹانک دیں کہ یہی قبر برزخ بھی ہے۔"

(ایضاً صفحہ 620)

ثابت ہوا:

یہ حضرات قبر کو برزخ کہنے کے لیے تیار نہیں، بلکہ دنیا ہی کا ایک حصہ مانتے ہیں۔ تو جب قبر میں حیات کا قول کیا جائے گا، تو خود بخود وہ دنیوی حیات شمار ہوگی (ان کے اپنے اصول کے مطابق)

تو اب حیات فی القبر کا حوالہ ان کے گھر سے ملاحظہ فرما کر انہی کے اصول سے حیاتِ دنیویہ کا اثبات دیکھیے۔۔

اشاعتی عالم مولانا علی الرحمن فاروقی صاحب کی کتاب سے مزید ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں:

"قبر میں ان کو حیات حاصل ہے، ان کی ارواح کا اجسام کے ساتھ تعلق ہے۔"

(حیاتِ انبیاء علیہم السلام، صفحہ 20)

اسی مؤلف کی مسلک کی دوسری کتاب میں لکھا ہے:

"آنحضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں، مگر وہ برزخی حیات ہے۔"

(کلمۃ الحق، صفحہ 50)

پس اپنے ہی قاعدے کے مطابق یہ حضرات دنیوی حیات کے قائل وحامل ٹھہرے۔

کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اِس تصویر میں
جو اُتر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں

تعصب کا پردہ:

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ:

یہ حضرات خود دنیوی حیات کے قائل ہیں، مگر علماءِ دیوبندؒ پر محض تعصب کی بنیاد پر جھوٹے الزامات اور بے جا تاویلات تھوپتے ہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے تو یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ ابو داؤد، نسائی وغیرہ کی سات احادیث سے جسمانی دنیوی حیات ثابت ہوتی ہے (!!)

(ملاحظہ ہو: سلسلہ الذہب، صفحہ 104–110)

تعصب سے تمیزِ حق و باطل ہو ہی نہیں سکتی
تعصب میں کوئی مشکل، آسان ہو نہیں سکتی

بس یہاں تک بزور قلم کی نوک روکتے ہیں ورنہ مزید بھی قلم چلنے کی استطاعت رکھتا ہے الحمد للہ۔

فيه كفاية لمن له دراية

فرقۂ اشاعتیہ حیاتِ برزخی للجسد العنصری کے منکر ہیں

یہی لوگ دوسروں پر الزام لگاتے پھرتے تھے کہ علمائے دیوبندؒ حیاتِ برزخی کے منکر ہیں! لیکن آیئے، خود انہی کی کتابوں کا سفر کریں اور روزِ قیامت کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کریں کہ یہ لوگ حیاتِ برزخی للجسد العنصری کے منکر ہیں یا نہیں۔۔۔!!

فرقۂ اشاعت کے مایہ ناز، معتمد محقق شیخ سجاد بخاریؒ لکھتے ہیں:

"مگر وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی جسمانی حیات (بجسدِ عنصری) کا مسئلہ اور پھر جسمِ اقدس کے ساتھ روحِ مبارک کا تعلق، جو جسمانی حیات کا موجب ہو، کسی ایک بھی صحیح حدیث میں مذکور نہیں۔"

(اقامۃ البرہان، ص28)

دیکھیے! نبی کریم ﷺ کا جسدِ اطہر جو برزخ میں موجود و سالم ہے، اس کی حیات کا کس قدر کھلم کھلا انکار کرتے ہیں!

تو اب بتاؤ... کیا یہ حیاتِ برزخی کے انکار کا اعلان نہیں۔۔۔؟!!

ہم نے دکھا دیا تری تصویر جا بجا
ہر ایک کو اپنی جان کا دشمن بنالیا

بلکہ مولوی نیلویؒ صاحب تو اس بات کو اور بھی صاف انداز میں واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسادِ طیبہ میں نہ حیاتِ برزخی ہوتی ہے، اور نہ ان میں ادراک وشعور ہوتا ہے۔"

(ندائے حق، ج1، ص492)

شکوے ہمارے سارے غلط ہی سہی مگر
لو! تم اب بتاؤ کہ کس کا قصور تھا...؟

اعتراض:

تو پھر آپ لوگوں کا یہ عقیدہ کیوں ہے کہ میّت قبروں سے نکل کر کے باہر آجاتے ہیں بلکہ رحمت کائنات نامی کتاب میں تو یہاں تک ذکر ہے کہ ایک مردہ واپس دنیا میں آکر شادی بھی کی اور ان کا اولاد بھی پیدا ہوا۔

جواب:

یہ سراسر آپ لوگوں کی غلط بیانی اور اتھام ہے ہماری کس کتاب میں بھی یہ بطور عقیدہ مذکور نہیں ہے اگر علمی جرأت ہو تو میدان آزمائے اور کوئی مائی کا لعل صرف ایک ہی ایسا حوالہ دکھائے جس میں ایسی بات بطور عقیدہ مذکور ہو، ہاں۔۔ آپ کی کذب بیانی کیلئے آپ ہی کے گھر سے ثبوت دینگے کہ ہم اس عقیدہ (خروج عن القبور) کے قائل نہیں، چناچہ مماتیوں کے "امام اہل السنۃ حضرت مولانا مفتی امیر عبد اللہ صاحب" لکھتے ہیں:

"خامسا: المہند میں علامہ سیوطیؒ کا حوالہ ہے جو کہتے ہیں حضرات انبیاءؑ قبروں سے نکل کر زمین کے کناروں کی سیر کرتے ہیں اور حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا حوالہ جو سرے سے روح کے خروج کے قائل نہیں ہمارے دیوبند کے ٹھیکیداروں کا عقیدہ دونوں حضرات سے نہیں ملتا"

اور اسی حوالہ کے بعد دوسرے صفحے پر ایسا حوالہ درج ہے:

"علامہ سیوطیؒ کی طرف سے مسئلہ حیات جو منسوب ہے اس کے قائل صرف بریلوی ہیں"

(اعلان حق صفحہ 84و86، ناشر:۔ مکتبہ ضیاء القرآن ڈیرہ اسماعیل خان)

اس حوالے میں جو حضرت نانا توی ؒ اور علامہ سیوطی ؒ کی طرف جو عقیدہ منسوب کیا گیا اس کی کیا حقیقت ہے اس کی خبر گیری تو کہیں اور موقعہ پر ذکر کرینگے ان شاء اللہ، تاہم یہ بات واضح ہو گئی کہ ہم ایسا عقیدہ سے بری ہیں جو کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام بعد از وفات واپس قبروں سے نکل کر دنیا میں تشریف لاتے ہیں ہاں اس کا قائل تو بریلوی ہو سکتا ہے لیکن علماء دیوبند کثر اللہ تعالی سواد ہم ہر گز ہر گز قائل نہیں ہو سکتے الحمد للہ

فائدہ۔ بطور فایدہ عرض ہے کہ مولوی محمد حسین شاہ نیلوی صاحب مماتی لکھتے ہیں:

"قاسم نانوتوی ؒ ہمارا باپ ہے"

(ندائے حق ج 1 ص)

اور یہ تو واضح ہے کہ یہ لوگ حضرت نانوتوی ؒ کا اس قول کو تفرّد کہہ کر اس کو ردّ کرتے ہیں دیکھے (الفتح المبین صفحہ 179 والمسلک المنصور صفحہ 264)

تو آپ لوگ خود ہی سمجھیں کہ جو لوگ اپنے باپ کا نہیں مانتے تو یہ کیسے لوگ ہونگے خود ہی سوچ لیں، ہم کچھ نہیں کہتے کیونکہ

ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہو گی ~

رحمت کائنات پر اعتراض کا مختصر جواب

فرقہ اشاعتیہ جو رحمت کائنات پر ہر جگہ اعتراض کرتے چلتے پھیرتے ہیں تو یہاں موقعہ کی مناسبت سے اختصار اگر اصولی انداز میں جواب دینگے ان شاء اللہ الرحمن، باقی کہیں اور موقعہ پر تفصیلی جواب لکھنے کا ارادہ ہے ان شاء اللہ تعالی وفقنی اللہ۔

اولا۔۔۔ مصنف نے یہ واقعہ خرق للعادۃ زندہ ہونے والے شخص کے اولاد کا ذکر نقل کیا فقط فوت شدہ آدمی کے اولاد کا ذکر نہیں کیا لہذا اس کو عام عادت و قانون کے مطابق نہیں سمجھا جائے گا۔

اور یہ بات تو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ مرنے والے دوبارہ بھی زندہ ہو چکے ہیں تو ایسا ہونا خرق للعادۃ ممکن ہے اس کے امکان کا انکار کرنا نصوص قطعیہ کا انکار ہے چند نصوص ملاحظہ ہو:

1۔۔۔۔ ﴿وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [البقرۃ:55،56].

2۔۔۔۔ ﴿وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ * فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ [البقرة:72،73].

3۔۔۔۔ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ﴾ [البقرة:243].

4۔۔۔۔ ﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [البقرة:259].

5۔۔۔۔ ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [البقرة:260].

ان نصوص پر خوب غور کریں عقل مند، اہل علم اور انصاف پسند حضرات پر یہ بات مخفی نہ رہے گی ان شاء اللہ العزیز۔

ثانیاً: مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا یہ واقعہ مصنفِ رحمتِ کائینات نے اپنی طرف سے نقل نہیں کیا بلکہ "سنريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق" کے طور پر علامہ ابن جوزیؒ (المتوفیٰ:597ہجری) کی کتاب "المنتظم" سے باحوالہ نقل کیا ہے۔

جیساکہ ابتداء میں ایسے الفاظ ہے

"مشہور محدث، مفسر، مؤرّخ اسلام علامہ ابن الجوزیؒ نے اپنی مقبول اور مشہور ترین کتاب "المنتظم" میں کئی نادر واقعات کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے دو درج کئے جاتے ہیں"

پھر یہ حوالہ ذکر کرکے آخر میں حاشیہ میں بطور مخرج و مصدر لکھتے ہیں" ج6 ص114) (دیکھے: رحمت کائنات ص77و78)

لیکن فرقہ مماتیہ اس ساری حقیقت کو عوام الناس پر ظاہر نہیں کرتے کیونکہ پھر تو عوام الناس حقائق سے باخبر ہو کر فرقہ اشاعتیہ کی موروثی عادت (فریب و دھوکہ) نہیں چلنے گی، اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا یہ واقعہ از خود رحمت کائنات نے گھڑ لیا ہے اور اپنی طرف سے بیان کیا ہے۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔!

اگر بکواس نکالنا تھا تو علامہ ابن جوزیؒ پر بکواس کرتے لیکن مماتی تو ہوتے ہی دھوکہ باز، وہ سارا واقعہ اور حقائق لوگوں کو ظاہر نہیں کرتے

جب مصنف رحمہ اللہ نے حوالہ ہی ابن جوزیؒ پر دیا تو یہ مماتیوں کا اصول ہے کہ:

"کسی کی عبارت نقل کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا اپنا مسلک بھی یہی ہے اور نہ ہی کسی کی عبارت نقل کرنے کے بعد اس کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے"

(مجموعہ رسائل از نیلوی ج4 ص362)

اور مولوی خان بادشاہ صاحب مماتی اپنے ہم مسلک ساتھیوں کو یہ مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کسی کتاب یا رسالے سے نقل کریں تو پھر اس کا حوالہ دیا کریں چاہیے اس میں غلطی ہو ،اس طرح کرنے سے گویا کہ آپ نے اپنے کندھوں سے بوجھ اٹھا کر اُس (منقول عنہ، ناقل) پر ڈال دیا ہے"

(ماہنامہ توحید والسنۃ ج3 شمارہ 9 صفحہ 20)

مزید حوالہ جات کے لیے میری تالیف "التحقیق القوی صفحہ 70 تا 73 کا مطالعہ فرمائیں۔

فلہذا مماتیوں کے اُصول سے بھی مصنف علیہ الرحمۃ اس سے بریٔ الذمہ ہے لیکن فرقہ اشاعت میں انصاف کہاں؟

ثالثاً: "مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بات و واقعہ بھی بطور عقیدہ نہیں بلکہ بطور کرامت و تاریخی روایت کی بناء پر ذکر کی ہے،

چنانچہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو یوں عنوان دیا ہے۔

"چند **تاریخی واقعات** نقل کیے جاتے ہیں"

اور پھر اس عنوان کے ماتحت دو نادر اور خلاف عادت تاریخی واقعات (یعنی کرامات) کا ذکر کیا ہے جسکے بعد تیسرا واقعہ یہی ابن جوزیؒ والا نقل کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”(3)[یعنی تیسر واقعہ، ناقل] مشہور محدث، مفسر مؤرّخ اسلام علامہ ابن الجوزیؒ نے اپنی مقبول اور مشہور ترین کتاب "المنتظم" میں کئی نادر واقعات (؟!) کا ذکر فرمایا ہے.... الخ“

(دیکھیے: رحمت کائنات صفحہ 76و77، ناشر: دار الارشاد خانقاہ مدنی، مدینہ مسجد اٹک شہر)

ان الفاظ پر دوبارہ نظر ثانی کریں ”نادر“۔(یعنی کم یاب، نایاب، عجوبہ، انوکھا۔ جو کہ سب معانی عقیدے کے معانی سے مخالف ہے اور یاروں نے پھر بھی اس کو نام عقیدے کا دیا ہوا ہے (!!)) ”واقعات“ نا کہ عقائد، معلوم ایسا ہو رہا ہے کہ فرقہ مماتیہ حسد کی آگ میں خوب جل کر دماغ ماؤوف ہو چکے ہیں۔

خیر۔۔۔ جب یہ نادر اور کرامت اور خرق عادت واقعہ ہوا تو خود اپنے گھر کا یہ اُصول بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"ایسے خرقِ عادت، معجزات اور کرامت سے حجت پکڑنا صحیح نہیں، ایسے واقعات پیش کرنا اپنی کم فہمی کی دلیل ہے"

(ندائے حق ج1 ص176)

اسی جلد میں ایک جگہ اپنے خصم کو یوں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"اور دارمی اسے کرامت کے بابوں میں ذکر کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ معجزہ اور کرامت خرق عادت میں سے ہے اور خرق عادت پر قیاس نہیں ہو سکتا"

(ندائے حق ج1 ص474)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"جو لوگ معجزات و کرامات و دیگر خوارقِ عادات پر قیاس کر کے ایک قاعدہ کلیہ گھڑ لیتے ہیں (جیسا کہ مماتیوں نے اس مبحوث عنہا کرامت سے قاعدہ گھڑ کر کے ہم پر محض اتھامات کا بلڈنگ قائم کی ہیں۔ ناقل) وہ اصولِ فقہ سے جاہل ہیں یا متعصّب ہیں [کفرقۃ الاشاعتیّہ۔ ناقل]"

(ندائے حق ج2 ص263)

اس حوالے کے پیش نظر فرقہ مماتیہ اپنے ہی اکابرین سے جوتے کھا کر کے کم فہم، جاہل اور متعصّب کی ایوارڈ حاصل کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

مزید بھی سنیۓ!

نیلوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

"اللہ کو قدرت ہے کہ مار کر اسی دنیا میں دوبارہ زندہ فرمادے جیسے عزیز علیہ السلام و بعض بنی اسرائیل کو دوبارہ اسی دنیا میں زندہ فرمایا۔ عزیر علیہ السلام کا گدھا دوبارہ جلایا مگر قاعدہ نہیں ہے۔۔۔اسی طرح تمام معجزتِ انبیاء اور کراماتِ اولیاء کا یہی حال ہے"

(ندائے حق ج2 ص263)

اشاعتیو!

ایک ایک حرف آپ حضرات پر خود ہی ردّ ہے لیکن کاش کہ آپ لوگوں میں کچھ سمجھ بوجھ ہو۔

الزامی حوالہ

"اگر ایسا خرقِ عادت واقعات کو طعن و تشنیع کی بنیاد بنایا جائے تو شاید بلکہ یقینا بہت سے سلف صالحین رحمہم اللہ کے علاوہ اپنے اکابرین کو بھی معاف کرنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ جیسا کہ آپ ہی کے فرقہ کے محقق مولوی حسین شاہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اور بعض کاملین نے حالت بیداری میں حضور علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا"

(ندائے حق ج1 ص556)

اور اسی کتاب میں موصوف نے یہ بھی لکھا ہے:

"لیکن میّت کو اگر جگانا چاہو، تو وہ عالمِ برزخ سے نکل کر پھر عالمِ دنیا میں نہیں آتا۔ ہاں، اگر اللہ تعالیٰ اس کو اس دنیا پر زندہ کر کے آنا چاہے، تو لے آسکتا ہے۔ اس کی قدرت سے یہ امر باہر نہیں، بلکہ ایسا ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہوگا۔"

(ندائے حق ج1 ص359)

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اور پھر حضرت نیلوی صاحب نے کئی صفحات اس موضوع پر سیاہ کی ہے کہ بعد از وفات اشخاص کے ساتھ ملاقات ہو سکتا ہے اور کئی واقعات قلمبند کئے صرف اسی جلد میں دس مقامات پر یہ بحث کی ہے اور اسی طرح اقامۃ البرھان

میں شیخ سجاد بخاری صاحب اور تفسیر جواھر القرآن میں شیخ غلام اللہ خانؒ وغیر ہم نے ذکر کی ہے۔بحث کافی لمبی ہوگئی ورنہ ہم اس کو مزید تفصیلاً ذکر کرتے لیکن اس بحث کو ہم یہاں ہر ختم کر دیتے ہیں **تفصیلًا و تحقیقًا وتدقیقًا و الزامًا** ہم کسی اور جگہ ضرور ذکر کرینگے ان شاء اللہ الرحمن کیونکہ

یارانِ زندہ صحبت باقی

سبحانک اللہ وبحمدک أشھد ان لا الہ الا انت استغفرک وأتوب الیک

==========

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ (قسط:۱۷)

مسئلہ تین طلاق پر مدلل و مفصل بحث

باب نمبر ۲۲: درمتفرقات

ایک جماعت اہلِ حدیث تین طلاقوں میں سے ایک کا وقوع بھی نہیں مانتی

علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے ایک مجلس اور ایک طہر کی تین طلاقوں کے وقوع کے متعلق اختلاف بیان کرتے ہوئے لکھا:

''ایک جماعت اہلِ حدیث اور امامیہ اور اہلِ بیت کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق بھی نہیں پڑنے کا۔''

(تیسیر الباری:۷/ ۱۶۹، تاج کمپنی)

اس ''جماعت اہلِ حدیث'' میں کون کون سے افراد ہیں جو ایک مجلس کی تین طلاقوں میں سے ایک طلاق بھی نہیں مانتے۔ زیادہ نہیں تو کم اَز کم ایسے دس اہلِ حدیث کی نشان دہی کر دیں۔

یاد رہے کہ اس جماعت اہلِ حدیث کی یہ رائے دونوں فریقین: اہل سنت والجماعت اور غیر مقلدین کے نزدیک احادیث کے مخالف ہے۔ یہ لوگ علامہ وحید الزمان کی تصریح کے مطابق اہلِ حدیث ہیں مگر اُن کی یہ رائے باتفاقِ فریقین سے حدیثوں کے خلاف ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ کا مسلک

غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزمان نے تین طلاقوں کے وقوع کی بابت مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھا:

''اسحاق بن راہویہ قول ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو تینوں طلاق پڑ جائیں گی، ورنہ ایک پڑے گی۔''

(تیسیر الباری:۷/ ۱۶۹، تاج کمپنی)

علامہ وحید الزمان نے امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے متعلق تصریح کی ہے کہ وہ ایک مجلس اور ایک طہر کی تین طلاقوں کو تین مانتے تھے۔ یہاں غیر مقلدین سے سوال ہے کہ یہ بزرگ تمہارے ہاں اہل حدیث ہیں یا

نہیں؟ مقلد ہیں یا غیر مقلد؟

بیوی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا گناہ اور مفاد پرستی ہے

جس آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہوں غیر مقلدین اس کی مجبوری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسے غیر مقلد بننے کی پیش کش کرتے ہیں، پھر اسے بیوی رکھنے کا فتویٰ تھمادیتے ہیں۔ علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے اکٹھی تین طلاقیں دینے والوں کی بابت لکھا:

" اَلْاَوْلٰی لَھُمْ اَنْ یَّصِیْرُوْا اَھْلَ الْحَدِیْثِ وَیَجْعَلُوْنَ الطَّلْقَاتِ الثَّلَاثَ وَاحِدَۃً رَّجْعِیَّۃً وَّیَرْتَجِعُوْنَ۔"

(نزل الابرار: ۲/۳۳)

ترجمہ: ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اہلِ حدیث بن جائیں اور تین طلاقوں کو ایک قرار دیں اور رجوع کرلیں۔

حالاں کہ خود غیر مقلدین نے صراحتاً لکھ دیا ہے کہ بیوی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا گناہ بھی ہے اور مفاد پرستی بھی۔

چنانچہ مولانا عبد القادر حصاروی غیر مقلد اکٹھی تین طلاقیں دینے کو کئی گناہوں کا مجموعہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج کل اس میں کئی گناہ ظاہر ہو رہے ہیں اور یہ ناجائز فعل کئی گناہوں کا مجموعہ بن رہا ہے... طلاق ثلاثہ کی زَد سے بچنے کی نیت سے فقہی مسلک تبدیل کرنا مقلد سے غیر مقلد ہو جانا۔"

(فتاویٰ حصاریہ: ۶/۷۳۳، ناشر: عبد اللطیف ربانی مکتبہ اصحاب الحدیث اردو بازار لاہور، طبع اول ۲۰۱۲ء)

عمران شہزاد تارڑ غیر مقلد نے تین طلاق دینے پر تین حل بتاتے ہوئے آخر میں لکھا:

"تیسرا حل یہ کہ مسلک تبدیل کرکے اہلِ حدیث علماء سے رجوع کر لیا جائے جو یقینی طور پر مفاد پرستی کی ایک علامت ہے۔"

(حلالہ سنٹرز اور خواتین کی عصمت دری صفحہ ۲)

اسلامی فقہوں سے استفادہ کی دعوت

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور محدثین کی فقہ، سب اسلامی فقہ ہے اور ہمارے علماء کو بغیر کسی تعصب کے اس اسلامی فقہی ذخیرے سے یکساں طور پر استفادہ کرنا چاہیے۔ اور اس عظیم اسلامی فقہی ذخیرے سے عصر حاضر کے مسائل کا جواب دیا جائے گا تو فتویٰ بہت حد تک معتدل ہو گا۔ اور اگر آپ اس اسلامی فقہی ذخیرے کی کسی ایک شاخ میں اپنے آپ کو محدود کر لیں گے تو پھر اسی قسم کے فتاوی سامنے آئیں گے کہ جس کی مثال ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔“

(صالح اور مصلح صفحہ ۴۶۳، دار الفکر الاسلامی، طبع اول سن ۲۰۱۷ء)

عرض ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جن فقہوں کو اسلامی فقہ کا نام دیا ہے ان سب میں تین طلاقوں کو تین ہی کہا جاتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب سمیت غیر مقلدین تین طلاقوں کو ایک کہتے ہیں۔ کم اَز کم ڈاکٹر صاحب کو تو اپنی اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے تھا۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ ان اسلامی فقہوں میں سے کسی ایک فقہ پر اکتفاء کریں گے تو اعتدال نہ رہے گا۔ مگر جناب نے تو کسی ایک پر اکتفاء تو کجا تو سب سے ہی منہ موڑ لیا۔ جب آپ کے بقول ایک پر اکتفاء میں بے اعتدالی ہے تو سب کو چھوڑ کر الگ جا بیٹھنے میں اعتدال کہاں سے آ گیا؟

مولانا داود ارشد غیر مقلد کے موقف پہ ایک نظر

مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ہمارا موقف ہے کہ جو لوگ اہلِ حدیث حضرات کے خلاف سر گرم رہا کرتے ہیں، اور ذاتی ضرورت پڑنے پر اس قسم کے مسائل میں علماء اہلِ حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں اور مطلب نکل جانے پر پھر اہلِ حدیث کے خلاف خرافات میں سر گرم ہو جاتے ہیں، انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تعزیری حکم کے مطابق فتویٰ دینا چاہیے۔“

(دین الحق: ۲/۶۷۰)

”ہمارا موقف“ سے کیا مراد ہے؟ صرف آپ کا ذاتی یا فرقہ غیر مقلدین کا؟ اگر آپ کا ذاتی ہے تو پوری جماعت کے خلاف آپ کی رائے کیا حیثیت رکھتی ہے؟ اور اگر جماعت کا ہے تو یہ کس کس کتاب میں لکھا ہوا ہے

پانچ، سات کتابوں کے نام تحریر کریں۔

داود صاحب نے لکھا:

"دین میں کسی چیز کے اثبات کے لئے حنفیہ نے ادلہ اربعہ کا اصول بنایا تھا کہ دین کے مسائل، قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس شرعی سے ثابت ہوں گے، گو ہمارے نزدیک اصل قرآن وحدیث ہی ہے۔"

(دین الحق: ۲/ ۶۴۳)

جب آپ کے نزدیک دلیل صرف قرآن وحدیث ہی ہے تو آیت قرآنی اور حدیث نبوی تحریر فرمائیں کہ اگر سائل غیر مقلد ہو تو اسے ایک کے وقوع کا فتوی دینا اور جب سائل مقلدین کا کوئی فرد ہو تو ہوا سے تین طلاقوں کے وقوع کا فتوی تھمانا۔

غیر مقلدین کے خلاف سرگرم رہنے والے تو خود اُن کے اپنے بھی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے پر کفر کے فتوی لگا رکھے ہیں دیکھئے رسائل اہلِ حدیث (جلد اول و دوم) وغیرہ۔ اور آج بھی غیر مقلدین ایک دوسرے کے خلاف بڑی گرم جوشی دکھا رہے ہیں تو انہیں کون سا فتویٰ دیں گے؟

مذکورہ بالا تمہارا موقف محض کاغذی ہے یا خارج میں اس کا وجود بھی ہے؟ اگر تم نے اس موقف کے مطابق تین طلاقوں کے وقوع کے فتاویٰ دیئے ہیں تو چند ایسے مطبوعہ فتاوی کا ثبوت پیش کریں۔

آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موقف کو تعزیری قرار دے کر اس کا سہارا لے رہے ہیں۔ اول تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ شرعی تھا جیسا کہ ہم "باب :۱۵ غیر مقلدین کے چند مزید شبہات کا ازالہ" میں غیر مقلدین کے حوالہ جات نقل کر چکے، دوسرا جب آپ کے ہاں دلیل صرف قرآن وحدیث ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے موقف پر فتوی دینا آپ کے لیے کیسے جائز ہو گیا؟

اگر اپنے اصول کے خلاف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات قبول کر رہے ہیں تو بتایئے انہوں نے تین طلاق کا نفاذ صرف مخالفین کے لیے کیا تھا۔ اور موافقین کے لیے دوسرا حکم تھا؟ اگر یہی بات ہے تو ان کے موافقین اور مخالفین میں سے دس بیس کی نشاندہی کریں تا کہ پتہ چلے کون کون صحابہ ان کے ہم مذہب تھے اور کون کون م نہیں ؟ اور پھر موافقین کے مذہب کا کیا نام تھا اور مخالفین کا کون سا مذہب تھا؟

جس مسئلہ میں دیگر ائمہ کی معیت حاصل ہو

خواجہ محمد قاسم غیر مقلد لکھتے ہیں:

”مصنف نے ایک شرارت یہ فرمائی ہے کہ ہر وہ مسئلہ جس میں ہمارا ان سے اختلاف ہے اس کے متعلق ڈھنڈورا پیٹ دیا ہے کہ یہ غیر مقلدین کا مسلک ہے، حالاں کہ ہم اس مسئلہ میں تنہا نہیں ہوتے بالعموم ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ بھی ہوتے ہیں۔“

(حدیث اور غیر اہلِ حدیث صفحہ ۳۴)

مسئلہ تین طلاق میں تو چاروں امام کا موقف یہی ہے کہ وہ تینوں واقع ہوجاتی ہیں اس کے باوجود غیر مقلدین اس موقف کو احناف کا مسئلہ بتلا کر ردو قدح کیا کرتے ہیں تو خواجہ صاحب کے الفاظ کی رُو سے یہ طرزِ عمل نسبتاً بڑی شرارت ہے۔

شریعت بھی بدل گئی!!

مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور خلافت میں جب لوگوں نے تینوں سے مراد تین طلاقیں دینا ہی مراد لیا تو طلاق دینے والے کی منشاء کے ماتحت شریعت بھی بدل گئی ہے، یہ ایک ایسی بات ہے جس میں حضرت مفتی صاحب نے ہماری تائید کی ہے کیوں کہ کوئی بھی بریلوی یا دیوبندی اس کا قائل نہیں بلکہ تمام کے نزدیک طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی۔“

(دین الحق: ۲/۲۶۴)

تین کو ایک کہنا بعض اہلِ حدیث کی رائے ہے

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بعض اہلِ حدیث اس طرف گئے ہیں کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں اکٹھی دے تو یہ ایک ہی طلاق ہے۔“

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۲/۴۹۵)

یہاں وضاحت کی جائے کہ بعض کس کے مقابلہ میں ہے نصف کے یا اکثر کے؟ بعض کے بالمقابل دوسرے اہلِ حدیثوں کا مسلک کیا ہے اور وہ کون کون ہیں؟ زیادہ نام تحریر نہ کرپائیں تو ایک درجن غیر مقلدین

کے نام ظاہر کر دیں جو ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین مانتے ہوں۔

طلاق کے مسئلہ میں نرمی اور نماز کی بابت سختی کا موقف

غیر مقلدین تین کو ایک قرار دیتے ہوئے باور کرایا کرتے ہیں اس میں لوگوں کے لیے آسانی ہے مگر دوسری طرف نماز چھوڑنے والوں کے نکاح کے فسخ ہونے پر فتویٰ دے دیا تب لوگوں کی آسانی والا معاملہ پیشِ نظر نہ رہا۔ مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”تارک الصلوٰۃ بہت علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص کافر ہو جائے اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے تو اس بنا پر طلاق کی ضرورت ہی نہ رہی۔“

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۲/ ۴۹۷)

فیصلہ نبوی بھی سیاسی ہے

اب تک غیر مقلدین یہی کہتے رہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو تین نافذ کر دینے کا فیصلہ شرعی نہیں، سیاسی تھا۔ اب مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد کی تحریر پڑھی، وہ تو فیصلہ نبوی کو بھی سیاسی کہہ رہے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حالتِ حیض میں طلاق دی کتب حدیث میں ہے کہ اس طلاق کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ھی واحدۃ، وہ ایک طلاق ہے۔“

روپڑی صاحب اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیض میں طلاق دینے کی وجہ سے ابن عمرؓ پر ناراض ہوگئے۔ گویا اتنے بڑے جلیل القدر صحابیؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایسی بے احتیاطی مناسب نہ تھی، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے۔ اس سے بھی کچھ تائید ہوتی ہے کہ ھی واحدۃ والی روایت سیاست اور زجر پر محمول ہے... جیسے آئندہ طہر تک رکھنے کا حکم زجراً ہو سکتا ہے، اس طرح اس طلاق کا نافذ کرنا بھی زجراً ہو سکتا ہے۔“

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۲/ ۵۰۷)

بیوی پاس رکھنا سزا ہے!!

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی تھی۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جلد بازی پر ناراض ہوئے کہ طہر کی انتظار نہ کی تو ابن عمرؓ کو اس عورت کو ایک خاصی مدت تک پاس رکھنے کی سزا دی۔“

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۲/ ۵۰۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقوں کے نفاذ کا حکم جاری فرمایا تو غیر مقلدین نے کہا کہ چوں کہ وہ لوگوں کو جلد بازی کی سزا دینا چاہتے تھے، اس لئے حکم دیا کہ عورت اپنے خاوند سے جدا ہے یعنی یہاں عورت کی اپنے خاوند سے جدائی کو سزا قرار دیا۔ اس کے بالمقابل سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیوی پاس رکھ کر سزا دی گئی۔ مطلب یہ کہ غیر مقلدین کے ہاں کبھی بیوی جدا کرا دینا سزا ہے، اور کبھی بیوی پاس رکھنا سزا۔ لیکن یہ عقدہ حل کرنا باقی ہے کہ بیوی پاس رکھنا سزا کیسے ہوا؟ نیز کیا یہ سزا غیر مقلدین میں بھی نافذ و جاری ہے؟

ترجیح کا مدار حدیث کی بجائے مصلحت

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد نے طلاق بدعی پر دو صفحات پر مشتمل بحث کی۔ آخر میں لکھا:

”خلاصہ یہ کہ فریقین کے دلائل قریب قریب مساوی ہیں، اس لئے صاف فیصلہ کسی جانب نہیں ہو سکتا۔ پس اس موقع پر مصلحت دیکھنی چاہیے۔ اگر خاوند ظالم ہے اور عورت جدائی چاہتی ہے تو جمہور کے مذہب پر عمل کیا جائے، ورنہ مصالحت ہر صورت بہتر ہے۔“

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۲/ ۵۰۸)

غیر مقلدین دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ اختلافی مسائل میں حق پہلو کو حدیث کی رو سے متعین کر لیا کرتے ہیں مگر یہاں روپڑی صاحب نے کسی پہلو کو حدیث سے ترجیح دینے کی بجائے مصلحت کی بنیاد پر ترجیح دی ہے۔

تعزیری فتاویٰ قرار دینے کی رٹ

غیر مقلدین نے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کہ ان کا فیصلہ تعزیزی ہے، پھر جب دوسرے صحابہ کرام کے فتاویٰ حتی کہ امام مالک رحمہ اللہ کے فتویٰ کو اپنے خلاف پایا تو ان کے بارے میں بھی کہہ دیا کہ تعزیزی ہیں۔

چنانچہ شیخ یحیٰ عارفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ابوہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ میں ہم بالتفصیل یہ بات ثابت کر آئے ہیں کہ ان کے فتاویٰ جات سے ان کا تعزیری ہونا ظاہر ہے ... تو اسی طرح امام مالک کے ہاں بھی بلا تقسیم غیر مدخولہ و مدخولہ تین طلاقیں تعزیراً تین قرار پائیں گی، نہ کہ شرعاً۔''

(تحفۂ احناف صفحہ ۳۴۸)

تعزیر تو حاکم وقت جاری کیا کرتا ہے کیا یہ سب قاضی و حاکم تھے؟ اگر غیر قاضی یا غیر حاکم بھی تعزیراً تین کے تین ہونے کا فتویٰ دے سکتا ہے تو چلیں آپ بھی تعزیراً ہی ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہونے کا فتوی دے دیا کریں۔

ایک ضعیف روایت

مولانا بدیع الدین راشدی غیر مقلد نے سنن دارقطنی کے حوالہ سے روایت نقل کی:

''ابو الجوزاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں تو کہا: ہاں۔''

پھر اس کی صحت پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

''اگرچہ اس کی سند میں ایک راوی عبد اللہ بن مؤمل مکی ہے۔ اس کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ضعیف الحدیث مگر شہادت و تائید کے لیے ایسی روایتیں کام آجاتی ہیں۔''

(شرعی طلاق صفحہ ۲۹)

راشدی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے اور صحابی کا قول ہے مگر حکماً مرفوع ہے کیوں کہ اس میں اجتہاد کا کوئی مساغ یا دخل نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی فیصلہ، نبوی فیصلہ پر موقوف ہوتا ہے''

(شرعی طلاق صفحہ ۳۰)

ضرورت تھی تو صحابی کا ضعیف قول حجت بن گیا اور مرفوع حکمی بھی۔ جب کہ اس میں ایک مجلس کی صراحت بھی نہیں۔

یہ تقلید ہے یا....؟

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہم نوائی میں بسا اوقات اختلاف رکھنے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق فتوے دے دیا کرتے تھے۔‘‘

(ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل صفحہ:۶۸)

غیر مقلدین تقلید اور کتاب و سنت کی پیروی دونوں کو ایک دوسرے کی ضد کہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف کے باوجود ان کے فیصلہ پر فتوی دینا کتاب و سنت کی پیروی کہلائے گا یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید؟

غصہ تقلید پر نکالا

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’یہ تقلید ہی کے کرشمے ہیں کہ کتاب و سنت کے اتنے واضح اور صحیح دلائل کے باوجود آج تک یہ مسئلہ اختلافی ہی بنا ہوا ہے۔‘‘

(ایک مجلس کی تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل صفحہ ۹۱)

تین طلاق کو تین ماننے والے صحابہ کرام، تابعین، محدثین اور ائمہ فقہاء سب ہیں۔ کیلانی صاحب سب کو ’’تقلید ہی کے کرشمے‘‘ کے تحت داخل کر رہے۔ وہ تقلید پر غصہ تو نکال چکے مگر یہ خیال نہیں کیا کہ ان کی اس عبارت کے مطابق صحابہ، تابعین، محدثین اور ائمہ سب مقلد ثابت ہوتے ہیں۔ غیر مقلدین میں سے مولانا شرف الدین دہلوی اور شیخ زبیر علی زئی بھی تین طلاقوں کا وقوع مانتے ہیں کیا ان کا قول بھی تقلید کا کرشمہ ہے؟ ابن حزم ظاہری بھی تین ہی تسلیم کرتے ہیں اسے بھی تقلید کا کرشمہ کہیں گے؟

کیلانی صاحب لکھتے ہیں:

’’اختلاف ختم نہ ہونے کی وجہ محض تقلید ہے‘‘

(ایک مجلس کی تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل صفحہ ۹۸)

کیلانی صاحب لکھتے ہیں:

”تین طلاق کو ایک ہی قرار دینا زیادہ مناسب ہے۔ افسوس مقلدین حضرات کو بہتر رستہ قبول کرنے میں یہی تقلید روگ بنی ہوئی ہے“

(ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل صفحہ ۱۰۰)

کیلانی صاحب کے بعد اَب غیر مقلدین کے ”رانا“ کو دیکھیں، وہ بھی مسئلہ تین طلاق کی بابت غصہ تقلید پر نکال رہے ہیں۔

رانا محمد شفیق خاں پسروری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اکثر لوگ جانتے ہی نہیں کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ دینا حرام ہے اور اس کی وجہ بھی تقلید ناسدید ہے، فقہاء نے کہہ دیا کہ حرام تو اَب ان مقلدین کو کہاں توفیق کہ قرآن و حدیث دیکھیں؟“

(حلالہ کی شرعی حیثیت صفحہ ۴۱، الفلاح پبلی کیشنز لاہور)

اہلِ حدیث کہلوانے والے یہ لوگ تقلید پہ غصہ نکال رہے جب کہ خود چھپ چھپ کر تقلید کیا کرتے ہیں بلکہ بہت سے تو علی الاعلان بھی تقلید کی شاہراہ پر چل پڑتے ہیں۔ پھر افسوس کی بات یہ کہ مدعیان اہلِ حدیث مذموم تقلید کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

وکیل اہل حدیث کہلائے جانے والے مصنف محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

”شیخنا شیخ الکل حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین، جن کا تمام عمر یہی عمل رہا جو اس خاکسار کا عمل ہے میاں صاحب کے بہت سے شاگرد اور ان کے دیکھنے والے زندہ ہیں وہ ایمانی شہادت دے سکتے ہیں کہ منصوصات میں ان کا عمل قرآن حدیث پر تھا اور غیر منصوصہ مسائل میں کتبِ فقہ: ہدایہ، عالمگیری وغیرہ پر عمل اور فتویٰ تھا۔“

(اشاعۃ السنہ ۲۳/۱۷)

بٹالوی صاحب مذہب اہلِ حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جہاں نصوص نہ ملے وہاں صحابہ، تابعین وائمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں خصوصاً مذہبِ حنفی کی جن کے اصول و فروع کی کتب ہم لوگوں کے مطالعہ میں رہتی ہیں اگر ہم کو عام

مسلمانانِ اہلسنت سے ممتاز کر کے کوئی خصوصیت کے ساتھ خطاب دینا ہے تو اہلِ حدیث کا خطاب دیا جاوے۔ اس سے بھی زیادہ خصوصیت کرنی ہو تو اہلِ حدیث حنفی کہا جائے“

(اشاعۃ السنہ ۲۳/ ۲۹۰)

مزید حوالہ جات بندہ کے رسالہ ”غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں میں؟“ دیکھ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ تفصیل میری دوسری کتاب ”زبیر علی زئی کا تعاقب“ میں ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ہمارے ہاں یہ رواج ہو گیا ہے کہ جو عالمِ دین عمرِ پیری کو پہنچ جاتا ہے، ہم اس کے صرف وہ واقعات قلم و زبان پر لاتے ہیں جن کا تعلق ورع و عبادت، تقویٰ و تدین اور زہد و للّٰہیت سے ہو، اور پھر اس وقت تک دم نہیں لیتے جب تک اُسے معصومین کی صف میں کھڑا نہیں کر دیتے۔“

(ارمغانِ حنیف صفحہ ۲۱۹)

بھٹی صاحب اپنے غیر مقلدین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان حضرات کی بارگاہ پُر عصمت سے ہمیں کیا ملے گا؟“

(ہفت اقلیم صفحہ ۲۴۹)

غیر مقلدین کے ”حجۃ الاسلام، شیخ الاسلام“ محمد گوندلوی صاحب نے غرباء اہلِ حدیث کے متعلق لکھا:

”انہوں نے اپنے امام کو شارع سمجھ لیا ہے۔“

(الاصلاح صفحہ ۲۱۹)

مولانا عبد القادر حصاری غیر مقلد ”غرباء اہلِ حدیث“ کے متعلق لکھتے ہیں:

”یہ اپنے امام کو مثلِ معصوم سمجھتے ہیں۔“

(اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۲۱۳)

مولانا محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے حالتِ قومہ میں ہاتھ باندھنے والے غیر مقلدین کے بارے میں لکھا:

”اس [اپنے سربراہ (ناقل)] کی بات کو کالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ بلکہ مثلِ وحی کے تصور کر لیتے

ہیں اور آنکھیں بند کر کے تقلید کر لیتے ہیں۔"

(مقالاتِ راشدیہ:۱/ ۸۰)

ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"آج کل جماعت اہلِ حدیث کی ایک ایسی کھیپ تیار ہو چکی ہے جو کچھ ناصر الدین البانی نے لکھ دیا ان کے نزدیک حرفِ آخر کی حیثیت سے من وعن قبول ہے۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۶)

کس قدر افسوس کی بات ہے ائمہ کو دین کا شارح (تشریح کرنے والا) سمجھ کر ان کی تقلید کرنے والوں کے خلاف جو لوگ واویلا کیا کرتے تھے، اَب وہ اپنے مولویوں کو شارع و معصوم یا مثل معصوم قرار دے کر ان کی پیروی میں مست و مگن ہیں!!!

غیر مقلدین کے فتوے سے طلاق دینے والے کو جرم کا احساس نہیں ہوتا

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"آج کا المیہ یہ ہے کہ یکبارگی تین طلاق کو نہ مقلدین ناجائز اور کارِ معصیت سمجھتے ہیں اور نہ غیر مقلد۔ غیر مقلد، ایسے شخص کو اگر طلاق رجعی کی راہ دکھا دیں تو اسے یہ کیوں معلوم ہو کہ اس نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔"

(ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل صفحہ ۱۰۲)

ہماری اسی کتاب میں کئی غیر مقلد مصنفین کی عبارات منقول ہیں کہ جن میں اعتراف ہے کہ احناف کے ہاں اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ ہے یہاں بھی ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

مولانا محمد اسرائیل ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"احناف کی مشہور کتاب الہدایہ میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو بدعت کہا گیا ہے اور اس طرح طلاق دینے والے کو عاصی و گنگار بتایا گیا ہے۔ (ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۵، باب طلاق السنۃ) یہ ہے وہ غیر شرعی اور بدعی طلاق جس کا عام طور پر رواج چل نکلا ہے۔"

(طلاق قرآن وحدیث کی روشنی میں صفحہ ۱۵، طبع سوم جون / ۲۰۱۱ء، ناشر: ادارہ تبلیغ اسلام جام پور)

معلوم ہوا کہ یک بار گی تین طلاقیں دینا اہلِ سنت احناف کے ہاں جرم ہے۔ہاں جو مدعیان اہلِ حدیث ایسے شخص کو رجوع کا فتوی تھما دیتے ہیں اُن کی بابت کیلانی صاحب کی تنقید بجا ہے۔

جب کسی شخص کے ذہن میں ہو کہ تین طلاقیں دینے سے ایک واقع ہوتی ہے اور ایسے بندے کو خوش آمدید کہنے والے بھی موجود ہوں تو نتیجہ کیا نکلے گا۔ذرا سنئے:

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”یک بار گی طلاقِ ثلاثہ دینا ہمارا معمول بن چکا ہے۔“

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۵/۳۲۳)

غیر ثابت کفارہ پر عمل کی دعوت

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد نے اقرار کیا کہ اکٹھی تین طلاق دینے والوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی سزا تجویز نہیں کی مگر اس اقرار کے باوجود کیلانی صاحب نے سزا مقرر کر دی سنئے:

کیلانی صاحب لکھتے ہیں:

”دور نبوی میں یہ جرم چوں کہ محدود پیمانہ پر تھا، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت اس کا کوئی کفارہ مقرر نہ فرمایا...اس کا کفارہ ظہار کے مطابق ہونا چاہیے یعنی غلام آزاد کرنا یا متواتر دو ماہ کے روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔“

(ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل:۱۰۴)

غیر مقلدین سنت عمری کو نہیں مانتے

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اصل سنت یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے والے کو سزا ضرور دی جانی چاہیے۔لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس سنت کو نہ مقلد حضرات درخور اعتناء سمجھتے ہیں، نہ اہلِ حدیث حضرات۔“

(ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل:۱۰۲)

شرعی تبدیلی کا نام دینا منکرین حدیث کا نظریہ ہے

جعفر شاہ پھلواروی (منکر حدیث) نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر شرعی ترمیمات کرنے کا الزام لگاتے ہوئے

کہا:

”دَور صدیقی تک بیک مجلس تین طلاق کو طلاق رجعی قرار دیا جاتا رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دَور میں اسے طلاق مغلظہ قرار دیا۔“

(اسلام آسان دین صفحہ ۱۵ بحوالہ آئینہ پرویزیت صفحہ ۷۵۸)

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اب ہم اسی قبیل کی وہ ”شرعی ترمیمات“ درج کرتے ہیں جو پرویز صاحب نے ”اختلافی فیصلے“ کے عنوان کے تحت اپنی تصنیف ”شہکار رسالت“ کے صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۰ پر درج فرماتے ہیں اور بالآخر یہی نتیجہ پیش کیا ہے کہ سنت رسول ایک متبدل چیز ہے۔ (۱) تطلیق ثلاثہ......“

(آئینہ پرویزیت صفحہ ۷۵۹)

کیلانی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”تطلیق ثلاثہ والا صرف ایک ایسا مسئلہ ہے جو خلاف سنت ہے۔ ہم اسے خلاف سنت کہتے ہیں لیکن ہمارے کرم فرما [منکرین حدیث (ناقل)] اسے شرعی تبدیلی کا نام دیتے ہیں۔“

(آئینہ پرویزیت صفحہ ۷۷۹)

کیلانی صاحب نے جس بات کو منکرین حدیث کا نظریہ بتایا وہی رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے اختیار کیا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا:

”قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی تین [طلاقیں (ناقل)] قرار پانے لگیں۔“

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۴۸۷)

تین طلاقیں دینے والوں کو پناہ دینے پر فخر

دَورِ نبوی میں کسی شخص نے بیوی کو تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو گئے، یہاں تک کہ ایک بندے نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو میں اس کو قتل کر دوں؟ (نسائی)

لیکن غیر مقلدین یک بارگی تین طلاق دینے والوں کو پناہ دے کر فخر کرتے ہیں۔

چنانچہ حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ہمارے پاس آج تک چالیس سے زیادہ ایسے اشخاص آچکے ہیں جنہوں نے کہاکہ وہ بیک بارگی تین طلاقیں چکے ہیں اور اب رجوع کرنا چاہتے ہیں... ہم نے ان کو رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں پناہ دی۔ تین طلاقوں کو ایک رجعی قرار دے کر ان کے اجڑے گھروں کو بسایااور وہ اسلام کی خوبیوں کے گن گاتے اور نبی رحمت کے لیے اللھم صل علی محمد کہتے ہوئے خوش وخرم ہیں۔“

(سبیل الرسول صفحہ ۲۶۸)

ایک وقت اور ایک ساتھ تین طلاقیں مرد کی ملکیت نہیں

مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کا کسی کو اختیار نہیں۔ تین طلاقیں ایک ساتھ کسی کی ملکیت میں ہوتی ہی نہیں، صرف ایک طلاق ایک وقت میں اس کی ملکیت میں ہوتی ہے۔“

(نکاح محمدی صفحہ ۳۱، ناشر اہل حدیث اکیڈمی مؤناتھ بھنجن یوپی)

اس بات کی تردید کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ تین طلاقیں دی جائیں تو ایک واقعی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب بقول جوناگڑھی مرد کی ملکیت میں طلاق ہے ہی ایک تو تین کو ایک کہنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔

تین طلاقوں کے وجود کا انکار

مولانا امین محمدی غیر مقلد کہتے ہیں:

”اسلام کے مقرر کردہ نظام طلاق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طلاق صرف ایک ہی ہے البتہ ضرورت کی صورت میں تین مرتبہ طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے۔ تین دفعہ ہونے کی وجہ سے تین ہیں، ویسے طلاقیں تین نہیں ہیں۔“

(مقالہ بحوالہ جواب مقالہ صفحہ ۱۸)

پہلے تو یہ بحث ہوتی تھی کہ تین کو تین کہنا چاہیے یا ایک ؟ اب محمدی صاحب نے تو تین طلاقوں کے وجود کا ہی انکار کر دیا ہے کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ یاد رہے کہ ان کی یہ رائے علمائے امت کے خلاف ہے۔

مولانا امین محمدی کی بے بسی

مولانا امین محمدی غیر مقلد نے حائضہ کی طلاق کا وقوع مانا۔ اَب سوال تھا کہ حالتِ حیض میں طلاق دینا منع ہونے کے باوجود واقع ہو جاتی ہے تو تین طلاقیں واقع کیوں نہیں ہوتیں؟

امین صاحب نے اس کا یوں جواب دیا:

’’میں کہتا ہوں اس لیے ہوتی ہے کہ خاوند اس وقت اس عورت کا مالک ہوتا ہے۔‘‘

(مقالہ بحوالہ جواب مقالہ صفحہ ۱۵۸)

امین صاحب کتنا بے بس ہو گئے ہیں !! حائضہ کی طلاق کے واقع ہونے کی وجہ شوہر کا مالک ہونا بتایا مگر اس سے بجا طور پر سوال ہوتا ہے کیا تین طلاقیں دینے والا شوہر اپنی بیوی کا مالک نہیں ہوتا؟ آخر وجہ فرق کیا ہے حائضہ کو طلاق دینے والا مالک ہے اور تین دینے والا نہیں؟ اچھا اگر شوہر تینوں طلاقیں حالتِ حیض میں دے چھوڑے ،تب تو آپ کے نزدیک بھی شوہر عورت کا مالک ہے تو کیا تین کا وقوع مان لیں گے ؟

یہ ایک اچھی تجویز ہے

شیخ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’بیک وقت تین طلاقیں تمام فقہی مذاہب والوں کے نزدیک بھی جائز نہیں گو وہ اس کے اجراء و نفاذ کے قائل ہیں حتی کہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے اخبارات میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش بھی شائع ہوئی ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں کو قابلِ تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے۔‘‘

(طلاق، خلع اور حلالہ صفحہ ۳۸، ناشر: مکتبہ ضیاء الحدیث لاہور)

صلاح الدین صاحب کا مذکورہ تجویز کو اچھا کہنا اپنی جگہ مگر یہ دعوی غلط ہے کہ تمام فقہی مذاہب کے ہاں بیک وقت تین طلاقیں دینا جائز نہیں کیوں کہ امام نووی رحمہ اللہ کی تصریح کے مطابق شافعیہ کے ہاں یہ عمل جائز ہے۔(شرح مسلم: ۲/ ۴۷۶)

بلاوجہ طلاق دینا یا لینا ممنوع ہے

شیخ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

" جیسے کسی معقول وجہ کے بغیر مرد کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ طلاق کا حق استعمال کرے۔ اسی طرح عورت کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ محض ذائقے کی تبدیلی کے لیے، معقول سبب کے بغیر خلع کا مطالبہ کرے۔ اگر کوئی عورت ایسا کرے گی تو اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا: جس عورت نے بغیر کسی وجہ کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر (جنت کی) خوشبو بھی حرام ہے۔"

(طلاق، خلع اور حلالہ صفحہ ۸۸،۸۷، ناشر: مکتبہ ضیاء الحدیث لاہور)

یہ وضاحت بھی فرمادی جائے کہ اگر کسی مرد نے بلاوجہ طلاق دے دی یا کسی عورت نے بغیر وجہ کے خلع حاصل کر لیا تو طلاق و خلع واقع ہوں گے ؟ اگر یہ منع ہونے کے باوجود واقع ہو جاتے ہیں تو تین طلاقیں ممنوع ہونے کے باوجود واقع کیوں نہیں؟ غیر مقلدین کا یہ اصول کہاں تک درست ہو سکتا ہے کہ چوں کہ تین طلاقیں دینا منع ہے، اس لئے واقع نہیں ہونی چاہئیں۔

بھارتی قانون

شیخ صلاح الدین یوسف غیر مقلد نے بھارتی سپریم کورٹ کے متعلق لکھا:

" قانون سازی کر کے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو قابلِ تعزیر جرم قرار دے کر طلاق دینے والے خاوند کے لیے تین سالہ جیل کی سزا تجویز کر دی ہے جس پر وہاں عمل شروع کر دیا گیا ہے... پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل بھی زیر بحث طریقۂ طلاق کو تعزیری جرم قرار دینے کے بارے میں سوچ بچار کر رہی ہے۔"

(طلاق، خلع اور حلالہ صفحہ ، ناشر: مکتبہ ضیاء الحدیث لاہور)

صلاح الدین صاحب آگے عنوان قائم کرتے ہیں:

" بھارتی سپریم کورٹ نے اکٹھی تین طلاق کو غیر قانونی قرار دیا دے، معاملہ قانون سازی کے لیے اسمبلی بھیجنے کی تجویز۔"

(طلاق، خلع اور حلالہ صفحہ ۲۷، ناشر: مکتبہ ضیاء الحدیث لاہور)

بھارت میں نیا قانون

شیخ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بھارت کی قانون ساز اسمبلی نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جو بھی مسلمان مرد، اپنی بیوی کو ایک ہی وقت تین طلاقیں دے گا، اسے جرمانے کے علاوہ تین سال قید کی سزا ہو گی... بھارتی حکومت کا یہ نیا قانون صحیح نہیں۔ اس سے مسلمان عورت کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ اس کا صحیح حل یہی ہے کہ اس اقدام پر مرد پر کوئی تعزیزی سزا دی جائے اور ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دے کر (پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ کی طلاق میں) خاوند کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا اور عدت گزر جانے کی صورت میں نئے نکاح کے ذریعے سے دونوں کے درمیان تعلق بحال کرنے کا حکم دیا جائے۔“

(طلاق، خلع اور حلالہ صفحہ ۳۷، ناشر: مکتبہ ضیاء الحدیث لاہور)

بھارتی قانون سے متعلقہ مذکورہ بالا عبارات محض اخباری حیثیت سے ہم نے نقل کی ہیں۔ جو لوگ اخباری بیانات پڑھنے کے شائقین ہیں وہ انہیں پڑھ لیں۔

زبیر علی زئی کو پروپیگنڈا کا شکار قرار دینا

غیر مقلدین کے ہاں ”محدث العصر“ سمجھے جانے والے مصنف شیخ زبیر علی زئی ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین مانتے ہیں۔ شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد نے ان کے موقف پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں پروپیگنڈا کا شکار قرار دے دیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”طلاق کے مسئلے میں تقلیدی مذاہب نے اتنا شدید پروپیگنڈا کیا ہے کہ اچھے خاصے لوگ دھوکہ میں پڑ گئے چنانچہ بعض وہ لوگ جو تقلید سے تائب ہو گئے، وہ بھی اس مسئلے میں تقلیدی اثرات سے پوری طرح پاک نہیں ہو سکے۔ چنانچہ حافظ زبیر علی زئی صاحب رحمہ اللہ جو پہلے حنفی تھے، بعد میں اہلِ حدیث ہوئے۔ مگر اس مسئلے میں اپنے سابقہ موقف پر قائم رہے، بلکہ ایک مقام پر لکھ بھی دیا۔“

(احکام طلاق صفحہ ۲۴۲، ناشر: ام القری پبلی کیشنز گوجرانوالہ، اشاعت: ۲۰۲۴ء)

علی زئی صاحب حیات ہوتے تو سنابلی کی خاطر تواضع کرتے جیسا کہ اپنی زندگی میں خاطر تواضع کی تھی۔
علی زئی تو نہیں رہے، البتہ ان کے معتقدین و تلامذہ موجود ہیں وہ چاہیں گے، تو اُن سے بات کر لیں گے۔
سنابلی صاحب نے تین طلاقوں کے موقف اپنانے کو پروپیگنڈا کا نتیجہ کہا ہے۔ عرض ہے کہ یہ دلائل پر مبنی موقف ہے، پروپیگنڈا نہیں۔ مزید یہ کہ سنابلی صاحب کو اعتراف ہے کہ علی زئی خود پروپیگنڈا کیا کرتے تھے۔ (دیکھئے یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ) تو جو دوسروں کے ساتھ پروپیگنڈا کیا کرتا ہو، وہ خود کسی کے پروپیگنڈا کا شکار ہو جائے، عجیب نہیں؟

تین طلاقوں کے وقوع کا مسئلہ تقلیدی اثرات کا نتیجہ ہے

اوپر شیخ کفایت اللہ سنابلی کی عبارت گزر چکی ہے کہ علی زئی نے تقلیدی اثرات سے متاثر ہو کر تین طلاقوں کے وقوع کا موقف اختیار کیا ہے۔

عرض ہے کہ اگر انہوں نے تقلیدی اثرات سے متاثر ہو کر کچھ کیا ہے، تو آپ سوال کر سکتے ہیں: ''غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟''۔ بہر حال یہ آپ لوگوں کا اپنا گھریلو معاملہ ہے۔

علی زئی نے تقلید کے خلاف کئی تحریریں لکھیں اور ایک مستقل کتاب ''دین میں تقلید کا مسئلہ'' بھی شائع کی۔ ایک جگہ انہوں نے تقلید کو شیطانی عمل کہا۔ اور دوسری جگہ تقلید کا حلفاً انکار کیا۔ (مقالات)

مگر سنابلی صاحب نے انہیں تقلیدی اثرات سے آلودہ قرار دے کر تاثر دیا کہ تقلید کی مخالفت کرنے والے چھپ چھپ کر تقلید کیا کرتے ہیں۔

پھر مزید حیرت کہ سنابلی کی تصریح کے مطابق علی زئی نے تقلید بھی فقہ حنفی کی ہے۔

مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد بھی تین طلاقوں کا وقوع مانتے ہیں بلکہ انہوں نے اس مسئلہ میں مخالف کو کافی رگڑا بھی ہے۔ تفصیل فتاوی ثنائیہ جلد دوم میں دیکھ سکتے ہیں۔ اور ہماری اسی کتاب میں بھی اپنے مقام پر باحوالہ منقول ہے۔

سنابلی صاحب ان کی بابت بھی فرما دیتے کہ یہ تقلیدی اثرات سے متاثر تھے؟ اگر ان کے متعلق کہو کہ انہوں نے تقلید کی بجائے اجتہاد کیا ہے، تو علی زئی صاحب بھی اپنے حلقہ میں مجتہد سمجھے جاتے ہیں، ان کے معتقدین بھی کہہ دیں گے کہ انہوں نے اجتہاد کیا، بلکہ ان کے ہم نوا غیر مقلدین یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ نظریہ احادیث کی بنیاد پر اپنایا ہے۔

شیخ غلام مصطفی ظہیر نے اپنے بیان میں تین طلاقوں کا تین ہونا تسلیم کیا ہے۔ کیا وہ بھی تقلیدی اثرات سے متاثر تھے ؟ کس کس کو تقلیدی اثرات سے متاثر ہونے کا تمغہ سناؤ گے ؟

امام بخاری سمیت محدثین کرام بھی تین طلاقوں کا وقوع مانتے ہیں، جیسا کہ ہم نے باحوالہ یہ بحث مستقل دو بابوں میں ذِکر کر دی ہے۔ تو کیا انہیں بھی تقلیدی اثرات سے متاثر قرار دوگے ؟ جب کہ غیر مقلدین کا یہ دعوی بھی ہے کہ محدثین کرام کسی امام و مذہب کی تقلید کے بغیر ہی براہ راست قرآن و سنت پر عمل پیرا تھے۔

آخر میں ایک سوال اور بھی ہے وہ یہ کہ شیخ سنابلی کے نزدیک تین طلاقوں کا ایک ہونا احادیث کا فیصلہ ہے جب کہ علی زئی صاحب نے بقول سنابلی اس کے بر خلاف تقلیدی طور پر تین کو تین مانا ہے، تو یہ کون سی تقلید ہوئی ؟ غیر مقلدین ایسی تقلید کو شرک فی الرسالہ کا کہا کرتے ہیں ۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ سنابلی کے نزدیک علی زئی صاحب شرک فی الرسالۃ کے مرتکب ہوئے ہیں۔

مختلف مجالس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کی جسارت

رئیس محمد ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

> ’’واضح رہے کہ پوری مدت حمل یا پورے ایک طہر یا جسے حیض نہ آتا ہو اس کے لیے پورے ایک مہینے کی مدت ایک مجلس یا ایک ہی وقت کے حکم میں ہے۔ اس لیے ان اوقات میں رجوع کے بغیر ایک طلاق کے بعد اگر دوسری تیسری طلاقیں مختلف اوقات میں دی جائیں گی تو وہ طلاقیں حکماً ایک مجلس یا ایک وقت کی طلاقیں شمار ہوں گی۔ مثلاً کسی نے مدت حمل میں ایک دن ایک مجلس میں ایک طلاق دی اور اس ایک طلاق سے رجوع کئے بغیر وضع حمل سے پہلے پہلی طلاق کے دو چار گھنٹے یا دو چار دنوں یا ہفتوں یا مہینوں کے بعد دوسری پھر اسی طرح کے وقفہ کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی تو رجوع کے بغیر پوری مدت حمل میں متفرق طور پر مختلف اوقات میں دی ہوئی یہ تینوں طلاقیں صرف ایک مجلس یا ایک وقت کی تین طلاقوں کے حکم میں ہوں گی ۔ اسی طرح حیض والی مدخولہ عورت کو ایک طہر میں ایک کے بعد دوسری پھر تیسری طلاقیں رجوع کے بغیر اگر متفرق اوقات میں دی جائے تو وہ بھی ایک مجلس یا ایک وقت کی تین طلاقوں کے حکم میں ہوں گی۔‘‘

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۸۲)

ندوی صاحب اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا:

"اگر کسی شخص نے ایک ہی طہر میں مختلف اوقات و مجالس میں بھی متفرق طور پر تین طلاقیں دیں تو بھی پورے طہر میں صرف ایک طلاق ہو گی۔"

(۵۱۲)

پہلے تو غیر مقلدین وغیرہ کہا کرتے تھے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہوتی ہے۔ اب تو یہ بھی کہہ دیا کہ الگ الگ مجالس کی تین بھی ایک ہی ہے۔

ندوی صاحب وغیرہ آلِ غیر مقلدیت کا دعوی ہے کہ ہم قرآن وحدیث ہی کے پابند ہیں انہیں چاہیے تھا کہ وہ اپنی اس بات پر قرآن وحدیث پیش کرتے مگر وہ ایسا نہیں کر سکے۔ مزید یہ کہ سب غیر مقلدین کا مذکورہ بات پہ اتفاق بھی نہیں۔ اتفاق نہ کرنے والوں میں حافظ عبد الستار حماد بھی ہیں۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۲/۳۰۸)

تین ماہ میں الگ لگ دی گئیں تین طلاقوں کا حکم

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اگر مجلس تبدیل ہو جائے، مثلاً ہر ماہ ایک طلاق دے، اس طرح تین مہینوں میں نصابِ طلاق (تین طلاق) مکمل کر دے تو اس نے مکمل طور پر اپنی بیوی کو زوجیت سے فارغ کر دیا ہے۔ اگر اس انداز سے دی گئی تین طلاق کو ایک رجعی شمار کرتا ہے تو مجلس اور غیر مجلس کی تفریق بے سود اور لایعنی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے "طلاق سنت کا بیان" اس کے تحت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی وضاحت نقل کی ہے کہ طلاق سنت حالت طہر میں ہم بستری کئے بغیر طلاق دینا ہے، پھر حیض کے بعد طہر میں طلاق دے، پھر اس طرح آئندہ حیض کے بعد طہر میں طلاق دے۔ [نسائی، الطلاق: ۳۴۲۳] اس میں پہلی طلاق کے بعد رجوع یا نکاح جدید کی شرط کو بیان نہیں کیا۔ ایسی شرائط محض تکلف ہیں کیوں کہ دوران عدت وہ عورت اس کی بیوی رہتی ہے اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے وہ عورت دوران عدت بھی طلاق کا محل ہے، ہاں تیسری طلاق کے بعد اس کا

نکاح ختم ہو جائے گا۔ اب دوران عدت رجوع کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ امام بیہقی نے اس حدیث کو بایں الفاظ نقل فرمایاہے:"طلاق سنت یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو ہر طہر میں ایک طلاق دے۔"آخری طلاق کے بعد بیوی اس عدت کو پورا کرے جس کا اللہ نے حکم دیاہے۔[سنن بیہقی ،ص:۳۳۲،ج۷] ہمارے مہربان نے ہر ماہ طہر میں دی ہوئی تین طلاق کو ایک رجعی شمار کر کے عدت گزرنے کے بعد جو نکاح ثانی کا مشورہ دیاہے وہ جمہور اہلِ علم کے موقف کے بالکل خلاف ہے۔"

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۳۰۹/۲)

حماد صاحب کی اس عبارت میں رئیس محمد ندوی وغیرہ کی تردید ہے جو بغیر رجوع کے الگ الگ ماہ میں دی جانے والی تین طلاقوں کو ایک رجعی قرار دیتے ہیں۔

حماد صاحب نے اپنے غیر مقلد کے موقف کی بابت کہا:

"وہ جمہور اہلِ علم کے موقف کے بالکل خلاف ہے۔"

جناب! جس طرح مذکورہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہے، اسی طرح ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک کہنا بھی جمہور کے خلاف ہے۔

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہمارے رجحان کے مطابق ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا دَور جاہلیت کی یادگار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پھر لوٹ آئی ہے، اس کا دروازہ سختی سے بند کرنا چاہیے اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے بدنی سزا ہونی چاہیے۔"

(شرح بخاری:۲۱۶/۵)

یہ دروازہ کیسے بند ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو طلاق دینے کا شرعی طریقہ سمجھایا جائے۔یہاں اک سوال بھی ہے کہ جب غیر مقلدین اکٹھی تین طلاق دینے والوں کو ایک طلاق رجعی کہہ کر عورت سے رجوع کرنے یا نئے نکاح کا فتوی دیں گے تو لوگ کیسے اس فعل سے رکیں گے؟

طلاق کی ناجائز صورتیں

عمران شہزاد تارڑ غیر مقلد "طلاق کی ناجائز صورتیں" عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

”حالتِ حیض میں طلاق دینا... حالتِ طہر میں صحبت کے بعد طلاق دینا... ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک ساتھ دینا... حالتِ نفاس میں بھی طلاق دیناجائز نہیں۔“

(حلالہ سنٹرز اور خواتین کی عصمت دری صفحہ ۴۶)

اب بتایا جائے کہ یہ ناجائز طلاقیں اگر کوئی دے چھوڑے تو واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟ اگر ناجائز ہونے کے باوجود واقع ہو جائیں گی تو اکٹھی دی جانے والی تین طلاقیں واقع کیوں نہیں ہوں گی؟

دَوران عدت طلاق دینا اچھا نہیں، مگر واقع ہو جاتی ہے

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اگرچہ دَورانِ عدت دی گئی طلاق شمار تو ہو جائے گی لیکن یہ کوئی اچھا اقدام نہیں۔“

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۵/۳۵۴)

اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں اکٹھی تین طلاقیں دینا اچھا اقدام نہیں، مگر کسی نے ایسی حرکت کر دی تو یہ واقع ہو جاتی ہیں۔ لہذا یہ اصول درست نہیں کہ چوں کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا ممنوع ہے، اس لئے واقع نہیں ہو تیں۔

قرآن وحدیث کی غلط تشریح کرنے کا طعن

باب ”بدعی طلاقوں کا وقوع“ میں غیر مقلدین کے حوالہ جات منقول ہو چکے کہ طلاق الحائض کا واقع ہونا حدیثوں سے ثابت ہے۔ لیکن غیر مقلدین کا ایک طبقہ احادیث کے خلاف ایسی طلاق کو غیر واقع بتاتا ہے۔ پھر افسوس یہ کہ یہ لوگ الٹا دوسروں کو قرآن وحدیث کی غلط تشریح کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔

حدیث کا مفہوم ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی، ان کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ آپ نے فرمایا:”مرہ فلیراجعھا“ انہیں حکم دو کہ وہ رجوع کر لیں۔ (صحیح بخاری)

علماء کرام نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ لفظ رجوع“ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو انہوں نے حالتِ حیض میں طلاق دی تھی وہ واقع ہو گئی ورنہ رجوع کرنے کا کیا مطلب؟ یہاں تک کہ بہت سے غیر مقلدین نے بھی حدیث کی اسی طرح تشریح لکھی ہے جیسا کہ اسی باب ”بدعی طلاقوں کا وقوع“ میں ان کے متعدد حوالہ جات منقول ہیں۔ اس کے بالمقابل شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد کی رائے بھی جان لیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”فقہی اصطلاح میں طلاق کے باب میں جب مراجعت یا رجوع کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو

فقہاء کی اصطلاح میں اس کا خاص معنی یہ ہوتا ہے: طلاق شدہ بیوی سے رجوع کرنا۔ لیکن اس لفظ کا یہ اصطلاحی مفہوم صرف فقہاء کے کلام میں ہی مراد ہوگا اور اگر عین یہی لفظ یا اس سے ملتا جلتا لفظ قرآن و سنت میں مستعمل ہوگا، تو اس سے ائمہ کا اصطلاحی معنی مراد لینا غلط ہوگا۔ بہت سارے لوگ یہ بات سمجھ نہیں پاتے اور قرآن وحدیث کی تفسیر و تشریح غلطی کر جاتے ہیں۔"

(احکامِ طلاق صفحہ ۱۲۶، ناشر: ام القری پبلی کیشنز گوجرانوالہ، اشاعت: ۲۰۲۴ء)

جن غیر مقلدین نے حدیث نبوی میں "مرہ فلیراجعھا، انہیں حکم دو کہ وہ رجوع کرلیں۔" کی تشریح اس طرح کی کہ یہ حدیث طلاق الحائض کے واقع ہونے کی دلیل ہے، وہ سنابلی صاحب کے بقول قرآن وحدیث کی تفسیر و تشریح غلط کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ طعن امیز عبارت لکھ تو دی مگر انجام کیا نکلا؟ یہی کے کہ اُن کے غیر مقلدین اُمت کے سامنے قرآن وحدیث کی تعبیرات غلط پیش کر رہے ہیں۔

اپنے غیر مقلدین پر حدیث کے خلاف قیاس کرنے کا الزام

قارئین کرام! اوپر آپ شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد کی عبارت ملاحظہ کر چکے جس میں یہ تاثر موجود ہے کہ طلاق الحائض کی بابت غیر مقلدین نے قرآن وحدیث کی غلط تفسیر و تشریح کی ہے۔ سنابلی صاحب نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ یوں بھی کہا کہ طلاق الحائض کا وقوع ماننا نص کے خلاف قیاس کو گلے لگانا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"بعض لوگ عقلی دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حالتِ حیض میں اگرچہ طلاق دینا حرام ہے، لیکن اس کا حرام ہونا اس کے اَثر کو اور اس پر لگنے والے حکم کو ختم نہیں کر سکتا، جیسا کہ کہ ظہار کا معاملہ ہے کہ یہ حرام ہے، لیکن اس حرام کے ارتکاب سے اس کا اَثر ہوتا ہے اور اس سے ظہار کرنے والے کی عورت تب تک حرام ہو جاتی ہے جب تک وہ کفارہ ادا نہ کرے۔ یہی معاملہ طلاقِ بدعی کا ہے کہ یہ اگرچہ حرام ہے، لیکن اس کا اَثر ہوگا۔ عرض ہے کہ...... یہ قیاس ہے اور نص کی موجودگی میں قیاس باطل ہے اور طلاقِ حیض کے عدم وقوع پر نص موجود ہے۔"

(احکامِ طلاق صفحہ ۲۳۷)

ثلاث جدھن جد حدیث کی خلاف ورزی

ارشادِ نبوی ہے کہ تین چیزیں حقیقت بھی حقیت ہیں اور مذاق بھی حقیقت۔ نکاح، طلاق، رجعت۔ (الحدیث)

شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد نے اس حدیث کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ طلاق کی نیت سے اگر کوئی شخص نکاح کرے تو ایسا نکاح درست نہیں ہو گا۔ بنابریں طلاق کی نیت سے اگر کوئی رجوع کرے تو اس کا رجوع بھی درست نہ ہو گا۔''

(احکامِ طلاق صفحہ ۸۶)

شیخ سنابلی نے ''طلاق حسن'' کا رد کرتے ہوئے لکھا:

''یہ ناجائز اور حرام طلاق ہے، کیوں کہ اس میں کتاب وسنت کی تعلیمات کے خلاف بغیر رجوع کے اگلی طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔''

(احکامِ طلاق صفحہ ۸۳)

شیخ سنابلی لکھتے ہیں:

''اگر طلاق دینے کے بعد اس نیت سے رجوع کر رہا ہو کہ دوبارہ پھر طلاق دے گا، چنانچہ ایسے رجوع کے بعد شوہر طلاق دے ڈالے تو ایسے رجوع اور ایسی طلاق کا کوئی اعتبار نہ ہو گا۔''

(احکامِ طلاق صفحہ ۸۴)

شیخ سنابلی لکھتے ہیں:

''ایک طلاق دینے کے بعد جب تک آدمی رجوع نہیں کرتا ہے، تب تک وہ دوسری طلاق نہیں دے سکتا، جیسا کہ دلائل گزر چکے ہیں۔''

(احکامِ طلاق صفحہ ۸۷)

وھزلھن جد حدیث کی خلاف ورزی

شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اگر طلاق دینے کے بعد اس نیت سے رجوع کر رہا ہو کہ دوبارہ پھر طلاق دے گا، چنانچہ ایسے رجوع کے بعد شوہر طلاق دے ڈالے تو ایسے رجوع اور ایسی طلاق کا کوئی اعتبار نہ ہو گا، کیوں کہ اس نیت سے رجوع جائز نہیں ہے۔''

(احکامِ طلاق صفحہ ......)

حالاں کہ حدیث نبوی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت ہے۔ اُن تین میں ایک رجوع کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ بغیر رجوع کی نیت کے بھی رجوع ہو جاتا ہے۔

سنابلی صاحب فقہاء کے دروازے پر

شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یہ بات مسلّم ہے کہ حالتِ حیض میں دی گئی طلاق کتاب و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہے اور ایک بدعی عمل ہے۔"

(احکامِ طلاق صفحہ ۹۵)

سنابلی صاحب نے کتاب و سنت کے خلاف دی جانے والی طلاق کو "طلاقِ بدعت" تسلیم کیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی جانتے چلیں کہ ایسی طلاق کو "طلاقِ بدعت" کا نام دینا فقہاء کی اصطلاح ہے، جیسا کہ خود سنابلی صاحب نے لکھا:

"کتاب و سنت کے خلاف دی گئی طلاق کے لئے طلاقِ بدعت کی اصطلاح یہ بعد کے فقہاء کی طرف سے ہے، عہدِ رسالت میں یہ اصطلاح رائج ہی نہ تھی۔"

(احکامِ طلاق صفحہ ۱۹۴)

سنابلی صاحب کی مذکورہ عبارت لفظ بہ لفظ ان کی اسی کتاب "احکامِ طلاق صفحہ ۵۲۰" پہ بھی ہے۔

(جاری)

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ (قسط:۱)

بدعاتِ اہلحدیث

پہلے مجھے پڑھیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

ناظرینِ کرام!

جب انگریزوں نے مسلمانوں کے درمیان انتشار اور فساد پیدا کرنے، اور ان کے باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوششیں شروع کیں، تو ان کا ایک اہم حربہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے لباس میں ایک ایسا گروہ تیار کیا جائے جو درحقیقت انگریزوں کا مکمل تابعدار ہو۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایسی جماعت بنائی جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر انگریز سرکار کی مکمل اطاعت کو اپنا دینی فریضہ قرار دیا۔

جیسے کہ اس جماعت کے سربراہ نواب صدیق حسن غیر مقلد اپنے آقا انگریز کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اور حاکموں کی اطاعت اور رؤساء کا انقیاد، ان کی ملت میں سب واجبوں سے بڑا واجب ہے۔"

(ترجمانِ وہابیہ، صفحہ 29)

یعنی حکمرانوں (مراد انگریزوں) کی اطاعت اور ان کے تابع داری کو تمام واجبات سے بڑا واجب قرار دیا گیا ہے! کیا خوب! صحابہ کرامؓ کی اتباع کوئی فرض نہیں، مگر انگریزوں کی تابعداری سب سے بڑا واجب ہے؟! یہ کون سا دین ہے؟

آگے لکھتے ہیں:

"بحیثیتِ موجودہ، سرکارِ انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے۔"

(ایضاً، صفحہ 48)

اس کے علاوہ بھی ان کی وفاداریوں کی ایک لمبی فہرست ہے، جسے ہم اس مختصر مضمون میں تفصیل سے نہیں لا سکتے۔ لیکن ان کی اپنی ہی کتابیں ان کے لیے گواہ ہیں۔

مثلاً غیر مقلدین کے ایک شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

"سرکاری دفتروں میں اہل حدیث کو وہابی لکھنے کی ممانعت ہے"

اور آگے ذکر کرتے ہیں کہ ہمارا یہ نام (اہل حدیث) انگریزوں سے ہمیں باقاعدہ عطا ہوا، مورخہ 3 دسمبر 1889ء نمبر 1758 کے تحت۔

صرف نام ہی نہیں، بلکہ انگریزوں نے انہیں القابات بھی دیئے۔ جیسے کہ غیر مقلدین کی ایک معتبر شخصیت ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

"حکومت کی طرف سے خطاب: 'شمس العلماء' کا خطاب ملا۔"

(تاریخ اہل حدیث، صفحہ 478)

اور یہ شخصیت کون ہیں؟ ایک اور غیر مقلد مؤرخ لکھتا ہے:

"علماء اہل حدیث کا سلسلہ برصغیر میں ان سے شروع ہوتا ہے۔"

(چالیس علماء اہل حدیث، صفحہ 28)

الغرض! یہ بدعتی فرقہ جو اپنے آپ کو "اہل حدیث" کہتا ہے، انگریزوں کی تقلید میں وہ بہت سی مخصوص خصوصیات رکھتا ہے۔ ان خصوصیات میں سے ہم صرف ایک کو چن کر زیرِ بحث لا رہے ہیں:

یعنی یہ کہ یہ لوگ اپنے آپ کو "اہلِ سنت" کہلواتے ہیں، اور اپنے مخالفین پر ہر بات میں بدعت کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ حالانکہ خود بڑے بڑے بدعات میں مبتلا ہیں، لیکن وہ بدعتیں انہیں نظر نہیں آتیں۔ یہ صرف ان کا طریقہ نہیں، بلکہ ہر باطل فرقے کا یہی وتیرہ رہا ہے۔ کوئی خود کو "سنی" کہتا ہے اور تمام اعمال بدعی ہوتے ہیں۔ کوئی خود کو "اہل بیت" کا علمبردار کہتا ہے، مگر ان کے خلاف ہی عمل کرتا ہے۔ غیر مقلدین بھی بدعت کے خلاف بیانات تو بہت دیتے ہیں، لیکن اپنے بدعات کو کبھی بدعت تسلیم نہیں کرتے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو دکھائیں کہ غیر مقلدین بھی بریلویوں (رضاخانیوں) کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑے بدعتی ہیں۔

فیصلہ اب منصف قارئین پر ہے کہ آیا ہم اپنی اس دعویٰ میں کامیاب ہیں یا نہیں؟ بلکہ ان کے اکابرین کے اپنے حوالوں سے واضح ہو جائے گا کہ وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے مسلک میں بدعت اور بدعتی موجود ہیں۔ ہم نے ان کے اپنے اقوال سے وہ اقوال پیش کیے ہیں جن میں وہ کسی چیز کو بدعت کہتے ہیں، مگر وہی چیز ان کے گھروں

میں موجود پائی جاتی ہے۔ یہ تمام حوالے ہم اختصار اذکر کرینگے ان شاءاللہ۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہمارا کسی سے کوئی ذاتی عناد نہیں، ہمارا مقصد صرف باطل کا رد ہے۔ ہم غیر مقلدین سے کہتے ہیں:

یا تو ان بدعات کو ختم کرو، یا پھر دلائلِ شرعیہ سے انہیں ثابت کرو، ورنہ دوسروں پر بدعت کا فتویٰ لگانا بند کرو۔

خود جو کام کرو، وہ جائز ہو، اور دوسرے کریں تو بدعت؟ یہ کیسا انصاف ہے؟

غیر مقلدین اس طرح اپنی جان نہیں چھڑا سکتے کہ "ہم نہیں مانتے!" اگر نہ ماننا ہی معیار ہے، تو پھر یہ لوگ صحابہ، انبیاء، بلکہ (نعوذ باللہ) خدائے تعالیٰ کے کلام کو بھی نہ مانیں، تو کیا کہیے؟ جو لوگ اپنے آپ کو "اہل حدیث" یا "غیر مقلد" کہتے ہیں، یا جنہیں دوسروں نے یہ لقب دیا ہے، ہم ان کی جماعت میں بدعات کو واضح کریں گے۔ یہ "اہل حدیث" کا لبادہ اوڑھ کر ایسے ایسے بدعات کر رہے ہیں کہ بریلوی بھی ان سے پیچھے رہ گئے ہیں اور یہ سب کچھ وہ خود بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ بریلوی اگر بدعت کرتے ہیں، تو وہ تسلیم بھی کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے، اور شریعت میں موجود نہیں تھی، بلکہ بعد میں ایجاد ہوئی۔

مثلاً اذان کے وقت "الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ" یا میلاد کے مخصوص انداز۔

مگر غیر مقلدین کا المیہ یہ ہے کہ وہ اپنی بدعتوں کو بدعت نہیں مانتے، بلکہ ظلم پر ظلم یہ کہ قرآن وحدیث سے اس کے لیے دلائل بھی گھڑ لیتے ہیں، ایسے دلائل جن کا امت مسلمہ کے وہم و گمان میں بھی گزر نہ ہو! اسی لیے ہم خیر خواہی کے طور پر غیر مقلدین کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو "سنت کا محافظ" نہ سمجھیں، بلکہ تعصب اور ضد سے نکلیں، اور ہمارا یہ مضمون کھلے دل سے پڑھیں اور اپنے اس "بدعی غیر مقلدیت" مسلک کو خیر آباد کہیں، جو کہ اجتہاد کے بغیر گھڑا گیا ہے، اور اپنے اسلاف کے طریقے کو اختیار کریں۔ ہم نے یہ تمام مواد ان ہی کی کتابوں سے پیش کیا ہے تاکہ انکار کا کوئی موقع نہ رہے۔ اگر کوئی شخص پھر بھی انکار کرے تو اسے اپنے اکابرین پر شک کرنا پڑے گا، اور خود اس کا مسلک بھی خطرے میں آجائے گا۔ ہم دعوت دیتے ہیں کہ دین کے معاملے میں اپنی رائے کو نہ، بلکہ اہل حق کے طریقے کو اختیار کریں۔ اور ان باطل عقائد سے سچی توبہ کریں جو اس مسلکِ غیر مقلدیت نے آپ پر تھوپ رکھے ہیں۔

تفصیل کے لیے ہماری کتاب "غیر مقلدین کے گمراہ کن عقائد" کا مطالعہ کریں۔ یہی ہماری دعوت ہے، آپ نے پڑھ لیا، اب ماننا یا نہ ماننا آپ کا اختیار ہے۔

کل قیامت کے دن یہ نہ کہیے گا کہ ہمیں خبر نہ تھی۔

آخر میں ہم یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاں ہم نے "غیر مقلد" کا لفظ استعمال کیا ہے، وہاں ہماری مراد وہ گروہ ہے جو اجتہاد کی صلاحیت نہیں رکھتا اور پھر بھی ائمہ اربعہ کے تقلید کو رد کرتا ہے۔ جہاں "اہل حدیث" کا لفظ آیا ہے، ہماری مراد محدثینِ کرام (رحمہم اللہ) نہیں، بلکہ وہ متاخرین ہیں جنہیں خود ثناء اللہ امرتسری اور عبد المجید سوہدروی نے غیر مقلد لکھا ہے، اور انگریزوں نے انہیں "اہل حدیث" کا لقب دیا۔

(اہل حدیث کا مذہب، صفحہ 102، سیرت ثنائی، صفحہ 452)

اور امین اللہ پشاوری کے بقول، "اہل حدیث "اب ایک خاص تنظیم کا لقب ہے۔(الحق الصریح 446/1)

پس اگر یہ فرقہ حق قبول نہیں کرتا جیسا کہ ان کا پرانا وطیرہ ہے تب بھی کم از کم کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جو ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے، یا جزوی متاثر ہوں گے، وہ تو حق کی طرف آہی سکتے ہیں اور جن غیر مقلدین کو ہماری تحریر سے رنج پہنچے، ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ اسے اپنے لیے خیر کا پیغام سمجھیں۔ واللہ! ہمیں آپ سے کوئی ذاتی بغض نہیں۔ ہم نے جو کچھ آپ کی کتابوں میں پڑھا، وہی بیان کیا۔ اگر کوئی زیادتی ہو گئی ہو، تو ہمیں اطلاع دیں، ہم اعتراف اور معذرت میں دیر نہ کریں گے۔

آمدم برسر مقصد:

آیئے اور اپنا مقصدی بحث شروع کرتے ہیں بعونہ تعالی

۱: تراویح اور تہجد کو ایک ہی نماز قرار دینا

غیر مقلدین کا یہ بدترین بدعتی نظریہ ہے کہ وہ تراویح اور تہجد کو (تمام جہات سے) ایک ہی نماز شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر ان کے پاس کوئی صریح آیت یا واضح مرفوع حدیث (سلف کے فہم کے مطابق) ہو جس میں تراویح اور تہجد کو ایک ہی نماز قرار دیا گیا ہو تو وہ پیش کریں... ورنہ خاموشی ہی بہتر ہے!

۲: تراویح اور وتر کو ایک قرار دینا

غیر مقلد زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

"تراویح، تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔"

(تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ، صفحہ 16)

اسی طرح عبد الرؤف سندھو صاحب لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ آپ کا قیام اللیل (تہجد) رمضان میں قیام رمضان (تراویح) سے بدل گیا، یعنی رسول اللہ ﷺ جو تہجد اور وتر غیر رمضان میں نیند سے اٹھ کر پڑھتے تھے، رمضان میں وہی تہجد اور وتر نیند سے قبل عشاء کے بعد تراویح کے نام سے پڑھ لیتے تھے۔"

(القول المقبول فی تخریج صلاۃ الرسول، صفحہ 607)

قاری لیاقت علی باجوہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق تہجد سے ہے، حالانکہ تہجد، تراویح، قیام اللیل، قیام رمضان، وتر یہ سب ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی، 18 مئی 2018ء، جلد 100، شمارہ 17)

حافظ عبد الرحمن منیجر رحمانی لکھتے ہیں:

"جو نماز عشاء کے بعد اور فجر سے پہلے درمیانی رات میں پڑھی جاتی ہے، اس کے کئی نام ہیں: قیام اللیل، وتر، نفل، تطوع، تہجد وغیرہ۔"

(رحمانی نماز، صفحہ 185)

ان تمام حوالوں کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مقلدین تراویح اور وتر کو ایک ہی نماز سمجھتے ہیں، حالانکہ کسی بھی سلفِ صالحینؒ سے ایسا دعویٰ منقول نہیں۔ یہ بھی ان کی ایجادی بدعات میں سے ایک ہے۔ خود ان کے ہاں وتر کو سنت مؤکدہ مانا جاتا ہے، اور اسے سحری کی سنتوں جیسی اہمیت دیتے ہیں (رسول اکرم کا صحیح طریقہ نماز، ص: 569 از رئیس ندوی غیر مقلد)، جب کہ تراویح کو نفلی نماز سمجھتے ہیں (الحق الصریح، 406 / 1 از امین اللہ بشاوری)۔ چنانچہ اگر کوئی تراویح نہ پڑھے تو ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں! (تذکرہ مولانا غلام رسول، صفحہ 59 از مولانا اسحاق بھٹی غیر مقلد)۔

یعنی دعویٰ کچھ اور، عمل کچھ اور...!

۳: بے وضو یا ناپاک حالت میں قرآن کو چھونا

غیر مقلدین کے نزدیک قرآنِ کریم کو چھونے کے لیے وضو یا طہارت شرط نہیں۔ (نزل الأبرار، جلد 1، صفحہ 9، و عرف الجادی، صفحہ 15)

عبد العزیز نورستانی لکھتے ہیں کہ قرآن کو طہارت سے چھونا فرض ہونا منقول نہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک حیض و نفاس کی حالت میں بھی قرآن کو چھونا جائز ہے کیونکہ اس کی ممانعت کسی واضح اور صریح حدیث سے ثابت نہیں۔

(صحیح نماز نبوی، ص64 از عبد الرحمٰن عزیز بنظر ثانی و مبشر احمد ربانی)۔

۴: ایک ہاتھ سے مصافحہ سنت، دونوں سے بدعت!

غیر مقلدین ایک ہاتھ سے مصافحہ کو سنت اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کو بدعت کہتے ہیں العیاذ باللہ۔ حالانکہ یہ خود ان کا گھڑا ہوا نظریہ ہے۔ اگر اس پر اصرار کریں تو انہیں محدثین کے ابواب اور اسمِ جنس کی تعریف یاد رکھنی چاہیے تاکہ پریشان نہ ہوں...!

۵: قربانی میں غیر مسلم کی شرکت

غیر مقلدین کی ایک اور بدعت یہ ہے کہ یہ لوگ غیر مسلم (مرزائی) کے ساتھ قربانی میں شرکت کو ناجائز نہیں کہتے۔

"مرزائی کی شرکت کے متعلق بھی حرام کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔"

(فتاویٰ علمائے حدیث، جلد 13، صفحہ 89)

اسی طرح:

"ذبیحہ اہل تشیع کا کھانا حلال ہے۔"

(فتاویٰ نذیریہ، جلد 3، صفحہ 317)

۶: غیر مسلم کے پیچھے نماز پڑھنا

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے، چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔"

(اخبار اہل حدیث، 12 اپریل 1915ء؛ فتاویٰ امام ربانی، ص50)

مولانا عبد العزیز غیر مقلد لکھتے ہیں:

"آپ (ثناء اللہ) نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی، فتویٰ دیا کہ ان کے پیچھے نماز جائز ہے"

(فیصلہ مکہ، ص36)

ایسا ہی فتویٰ غیر مقلد عبد اللہ غازی پوری نے بھی دیا ہے (مجموعہ فتاویٰ، ص24)۔

۷: غیر مسلم عورت سے نکاح

غیر مقلدین کے نزدیک مرزائی عورت سے نکاح بھی جائز ہے۔

ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"اگر عورت مرزائی ہے تو ممکن ہے علماء کی رائے مخالف ہو، مگر میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔"

(اخبار اہل حدیث، امرتسر، 2 نومبر 1933ء؛ بحوالہ ترکِ تقلید کے بھیانک نتائج، ص54)

ہم غیر مقلدین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایک بھی آیت یا حدیث (جو ان کے نزدیک حجت ہو) پیش کریں جس سے غیر مسلم عورت سے نکاح کا جواز ثابت ہو ورنہ ان کا پورا مذہب بدعتوں کا مجموعہ ہے۔

۸: جمعہ کے خطبہ میں غیر عربی زبان کا استعمال

غیر مقلدین جمعہ کے دن خطبہ عربی کے بجائے اردو، پشتو، فارسی وغیرہ میں دیتے ہیں۔ ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ کوئی آیت یا حدیث (فہم سلف کے مطابق) پیش کریں جس سے غیر عربی میں خطبہ دینے کی اجازت ثابت ہو۔

۹: مرغی کی قربانی کا جواز

غیر مقلد مفتی عبد الستار لکھتے ہیں:

"شرعاً مرغی کی قربانی جائز ہے۔"

(فتاویٰ ستاریہ، جلد2، ص72)

رئیس ندوی لکھتے ہیں:

"مرغا، مرغی وغیرہ کی قربانی کو جائز کہنے والے بہت پرانے زمانے سے موجود ہیں۔"

(ضمیر کا بحران، ص284)

مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

"بعض صحابہ مرغی اور انڈے کی قربانی جائز سمجھتے تھے۔"

(فتاویٰ سلفیہ، ص108)

یہ صحابہ کرامؓ پر جھوٹ باندھنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر واقعی ایسا قول ہے تو صحیح سند سے ثابت کریں، ورنہ صحابہ پر بہتان ہو گا۔

۱۰: انڈے کی قربانی کا جواز

غیر مقلدین کے نزدیک انڈے کی قربانی بھی جائز ہے۔

مفتی سے سوال ہوا:

"کیا مرغ یا مرغی کے انڈے کی قربانی ہو سکتی ہے؟"

جواب:

"حدیثِ جمعہ میں آیا ہے کہ جو شخص سب سے پہلے جمعہ کے لیے آتا ہے، اسے اونٹ کی قربانی کا ثواب، اس کے بعد آنے والے کو گائے، پھر بکری، پھر مرغی، اور پھر انڈے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔"

(فتاویٰ ستاریہ، جلد 4، ص140)

مولانا اسماعیل سلفی نے بھی یہی بات لکھی ہے (جیسا کہ اوپر گزر چکا)۔ یہ فتوے نہ صرف بدعت ہیں بلکہ دینِ اسلام کے سنجیدہ احکام کا مذاق اڑانا ہے۔

(جاری)

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ احمد پور شرقیہ (قسط:۴)

احادیث کے رَدو قبول میں غیر مقلدین کی من مانیاں

جرح سے توجہ ہٹانے کے لئے غیر متعلقہ باتیں چھیڑ دیں

شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد نے زبیر علی زئی غیر مقلد کی بابت لکھا:

"دراَصل اس روایت کے باطل ہونے کے سلسلے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا حوالہ انتہائی اہم ہے اور بہت ہی واضح ہے، اس لئے زبیر علی زئی صاحب نے اسے پیچھے دھکیل دیا ہے اور اس سے پہلے امام ابن عدی رحمہ اللہ اور امام ابن القیسرانی رحمہ اللہ کے حوالے کو لے کر اِدھر اُدھر کی غیر متعلق باتیں کر کے اپنی تحریر کے ابتدائی حصہ کو بوجھل کر دیا۔ شاید اس لئے کہ جو قاری ابتداء میں اُکتا کر پوری تحریر پڑھنا چھوڑ دے، وہ اس حوالے پر آگاہی سے محروم ہی رہے۔ یا کوئی قاری پوری تحریر پڑھے بھی تو ابتداء ہی میں اپنا نشاط کھو بیٹھے اور آگے چل کر امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے پر زیادہ دھیان نہ دے سکے۔ نیز تیسرے نمبر پر بھی امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے کے ساتھ موصوف نے غیر متعلق باتیں چھیڑ کر اَصل بات کو گڈ مڈ کرنے کی کوشش کی ہے، بلکہ بدترین مغالطہ بازی سے بھی دریغ نہیں کیا۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۲۲)

من گھڑت روایت کو صحیح قرار دینے کی کاوش

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے ایک روایت کو صحیح باور کرایا، تو سنابلی صاحب نے اسے من گھڑت بتاتے ہوئے لکھا:

"یہ زبردست دلیل ہے کہ زیرِ بحث روایت موضوع اور من گھڑت ہے، اور جس نے بھی اسے گھڑا ہے، وہ تاریخ سے نابلد تھا۔ اس نے یہ حدیث تو وضع کر دی کہ شام میں ابوذر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حدیث سنائی، لیکن اس بدنصیب کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ جس دَور میں صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ شام میں تھے، اس دَور میں ابوذر

رضی اللہ عنہ شام گئے ہی نہیں تھے، بلکہ اس کے بہت بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں شام گئے تھے اور اس سے پہلے ہی صحابی رسول یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے تھے، لہذا ایک فوت شدہ شخص کو ابو ذر رضی اللہ عنہ کوئی حدیث کیسے سنا سکتے ہیں؟ امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق سے اس روایت کا موضوع اور من گھڑت ہونا ثابت ہو گیا۔ والحمد للہ۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۲۲)

حرف پرستی......اور......دوغلہ پن

سنابلی صاحب لکھتے ہیں:

"اگر یہ کہہ دیا جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو مردود قرار دیا ہے، تو یہ بھی معنوی طور پر بالکل درست ہے۔ اگر زبیر علی زئی صاحب اس کا اس وجہ سے انکار کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے کلام میں لفظ "مردود" نہیں ہے، تو یہ سوائے حرف پرستی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ حرف پرستی بھی صرف اسی معاملے میں ہے، ورنہ دیگر مقامات پر خود زبیر علی زئی صاحب نے بھی معنوی طور پر اہلِ علم کی طرف اس طرح کی نسبتیں کی ہیں۔ مثلاً: رفع الیدین سے متعلق حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تضعیف میں آں جناب اکیس (۲۱) اہلِ علم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "یہ سب امت مسلمہ کے مشہور علماء تھے۔ ان کا اس روایت کو متفقہ طور پر ضعیف و معلول قرار دینا ترمذی و ابن حزم کی تصحیح پر ہر لحاظ سے مقدم ہے۔" [نور العینین، جدید ایڈیشن: (ص ۱۳۴)] یہاں آپ نے معلول قرار دینے کی بات، وہ بھی متفقہ طور پر "معلول" قرار دینے کی بات اکیس اہلِ علم کی طرف منسوب کی ہے، سوال یہ ہے کہ ان اکیس میں سے کتنے اہلِ علم نے اپنے کلام میں لفظ "معلول" استعمال کیا ہے؟ اب گر ان اہلِ علم کے کلام میں "معلول" کا لفظ نہ ملے تو حرف پرستی کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کو جھوٹا قرار دیا جائے اور آپ کی خدمت میں آپ کے اکیس صریح جھوٹ پیش کئے جائیں؟؟؟ اگر آپ کہیں کہ معلول سے آپ کی مراد ان اہلِ علم کا اس کلام پر قادح کلام کرنا تو ہم بھی کہتے ہیں کہ مردود سے ہماری مراد زیر بحث راوی پر امام بخاری کا قادح کلام کرنا ہے۔ نیز صرف مردود ہی نہیں بلکہ معنوی طور پر اگر یہ بھی کہا جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع قرار

دیا ہے تو یہ بھی غلط نہیں ہے کیوں کہ اس روایت میں ایسی بات ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح کے مطابق ممکن ہی ہیں، اس لئے ناممکن بات بیان کرنا اس کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی دلیل ہے۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۲۶،۲۵)

روایت کو صحیح ثابت کئے بغیر استدلال حد درجہ مضحکہ خیز بات ہے

سنابلی صاحب لکھتے ہیں:

"محترم زبیر علی زئی سے درخواست ہے کہ زیر بحث روایت کو پہلے صحیح تو ثابت کریں ،اس کے بعد اسے بطورِ دلیل پیش کریں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے خاص اس روایت پر جرح کی ہے، لہٰذا جب تک آپ اس جرح کا ازالہ دیگر ائمہ نقد کے حوالوں سے پیش نہ کر دیں، تب تک یہ روایت جرح کی زَد سے باہر نہیں نکل سکتی، اور جب تک یہ روایت جرح کی زَد سے نہیں نکل سکتی تب تک یہ صحیح بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آں جناب پہلے اس روایت کو جرح کی زد سے نکالیں اور اس پر کی گئی جرح کا ازالہ پیش کریں، ورنہ یہ روایت صحیح ثابت نہیں ہو سکے گی، بلکہ ضعیف ہی رہے گی، اور ضعیف روایت کو صحیح ثابت کرنے سے پہلے ہی بطورِ دلیل پیش کرنا، بلکہ اس پر کی گئی جرح ہی کے جواب میں پیش کر دینا انتہائی نامعقول بات ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ مضحکہ خیز بھی ہے۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۳۳)

جرح کے جواب سے بے بسی..... سر پیٹ لیں یا کسی دیوار سے ٹکرا جائیں

سنابلی صاحب لکھتے ہیں:

"یزید والی حدیث پر ہم نے امام بخاری رحمہ اللہ کی جو جرح پیش کی ہے، اس کا کوئی جواب زبیر علی زئی صاحب سے نہیں بن پڑا۔ اس لئے اس کمی کو پورا کرنے کرنے کے لئے جناب نے یہ مضحکہ خیزی کی (کہ) امام بخاری رحمہ اللہ کی دوسری جرحیں صحیح مسلم کی دو احادیث پر پیش کر کے اس کا جواب دیا ہے......[مقالات (۳۹۶/٦)]...... کیا خوب دندان شکن جواب ہے

! سمجھ نہیں آتا کہ اس جواب پر ہم اپنا سر پیٹ لیں یا کسی دیوار سے ٹکرا جائیں! جناب کو امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک جرح کا کوئی جواب سجھائی نہیں دیا تو ان کی دوسری جرح اُٹھا کر اس کا جواب لکھ مارا! سبحان اللہ!۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۳۳)

"لایعرف" کے ذریعہ کی جانے والی بات قبول ہے، اور نہیں بھی

سنابلی صاحب لکھتے ہیں:

"امام بخاری رحمہ اللہ نے "لایعرف" کے الفاظ میں ایک چیز کا انکار کیا ہے تو ٹھیک انہیں الفاظ میں امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ابو قلابہ کی تدلیس کا انکار کیا ہے۔ اور زبیر علی زئی صاحب امام ابو حاتم کے انہیں الفاظ سے حجت پکڑتے ہوئے لکھتے ہیں: "حافظ ذہبی سے زیادہ بڑے امام اور متقدم محدث ابو حاتم الرازی نے ابو قلابہ کے بارے میں فرمایا" "لایعرف تدلیسه" اور اُن کا تدلیس کرنا معروف (معلوم) نہیں ہے۔ (کتاب الجرح والتعدیل :۵۸/۵) [دیکھیں: علمی مقالات ۳/ ۴۹۶م ۴۹۷۔ معروف کے بعد بریکٹ میں (معلوم) زبیر علی زئی صاحب ہی کی طرف سے ہے] غور کیا جائے کہ "لایعرف" کے الفاظ سے ابو حاتم رحمہ اللہ نے ایک چیز کا انکار کیا تو نہ صرف یہ کہ اس سے حجت پکڑی جاری رہی ہے، بلکہ اسے امام ذہبی رحمہ اللہ کے قول کے خلاف پیش کیا جارہا ہے۔ اور یہاں تو امام بخاری رحمہ اللہ کے "لایعرف" کے خلاف کسی کا قول بھی موجود نہیں، پھر بھی اسے ناقابلِ احتجاج بتلانا چہ معنی دارد؟۔"

(حاشیہ حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۳۴)

ہر معلول ضعیف نہیں ہوتی

شیخ زبیر علی زئی نے اپنے طور پر ایک روایت کو صحیح قرار دیا، جب کہ اس پر معلول ہونے کی جرح ہے۔

اَب اس جرح سے جان چھڑانے کے لئے انہوں نے کیا جواب دیا!؟ ذرا پڑھیے! وہ لکھتے ہیں:

"بطور فائدہ عرض ہے کہ ہر معلول روایت ضعیف نہیں ہوتی ہے، بلکہ علت کی دو قسمیں ہیں (۱) علت قادحہ (یہ روایت ضعیف ہوتی ہے) (۲)) علت غیر قادحہ (یہ روایت

ضعیف نہیں ہوتی ہے)......"

(مقالات:۶/ ۳۹۸)

سنابلی صاحب نے علی زئی صاحب کی مذکورہ عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"عرض ہے کہ علت اور معلول میں فرق ہے۔ علت کی دو قسمیں کی جاتی ہیں، لیکن معلول کے بارے میں یہ کہنا کہ ہر معلول روایت ضعیف نہیں ہوتی ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے اہلِ بدعت کہتے ہیں: (۱) بدعت حسنہ (یہ جائز و مستحب ہے) (۲) بدعت سیئہ (یہ ناجائز و حرام ہے) حالاں کہ صحیح بات یہ ہے کہ ہر بدعت گمراہی و مردود ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہر معلول حدیث ضعیف و مردود ہوتی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے بقول کسی حدیث کو معلول کہنا اور پھر اسے صحیح بھی کہنا ایک ہی وقت میں دن اور رات دونوں کا دعوی کرنا ہے، جیسا کہ آگے ہم ان کے الفاظ نقل کر رہے ہیں۔ ہمارے علم کی حد تک محدثین میں سے جس نے بھی معلول کی تعریف کی ہے، سب نے اس کی تعریف میں یہی کہا ہے کہ یہ غیر صحیح ہوتی ہے، مثلا......۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۴۲)

بہت بڑا اعجوبہ!

سنابلی صاحب آگے لکھتے ہیں:

"غور فرمائیں! امام ابن الصلاح رحمہ اللہ نے معلول حدیث کی تعریف میں "اطلع فيه على علة تقدح في صحته" (جس کے اندر موجود کسی ایسی علت پر آگاہی حاصل ہو جائے جو صحت حدیث کے لئے قادح ہو) کہا ہے۔ یعنی معلول حدیث کہتے ہی اسی حدیث کو ہیں جس کے اندر علت قادحہ موجود ہو جو صحت حدیث کے لئے مانع ہو۔ یعنی ہر معلول حدیث ضعیف و مردود ہی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ "ہر معلول روایت ضعیف نہیں ہوتی ہے۔" بہت بڑا اعجوبہ ہے اور زبیر علی زئی صاحب کے لہجے میں یہ "صریح جھوٹ" ہے۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۴۳)

کسی حدیث کو معلول مان کر صحیح کہنا رات کو دن کہنے کے مترادف ہے

اوپر مذکور ہوا کہ شیخ زبیر علی زئی نے کہا کہ معلول کی دو قسمیں ہیں ایک معلول ضعیف اور دوسری معلول

صحیح۔لہذا ہر معلول ضعیف نہیں ہوتی۔ سنابلی صاحب نے اس پر جو تبصرہ کیا، اس کا کچھ حصہ گزر چکا، مزید وہ لکھتے ہیں:

"غرض یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے سے ہم نے جس معلول کی بات کی ہے، وہ اصطلاحی طور پر معلول ہے۔ اور اصطلاحی طور پر ہر معلول روایت ضعیف ہی ہوتی ہے۔ اس پر معلول کا اطلاق ہی اس وقت ہوتا ہے جب اس کے اندر علت قادحہ ہو۔ اَب اگر زبیر علی زئی صاحب اصطلاحی معنی میں ابھی معلول کی دو قسمیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر معلول روایت ضعیف نہیں ہوتی ہے (یعنی بعض معلول روایت صحیح بھی ہوتی ہے) تو موصوف ایک ہی وقت میں دن اور رات دونوں کے وجود کا دعوی کرتے ہیں کیوں کہ کسی روایت کو اصطلاحی طور پر معلول کہنا اور اسے صحیح بھی قرار دینا اجتماع ضدین ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں......رہا ایک ساتھ اس طرح کہنا کہ "یہ حدیث صحیح شاذ ہے" یا "یہ حدیث صحیح معلول ہے" تو یہ دونوں باتیں ایک ساتھ اکٹھا نہیں ہو سکتیں، دونوں متضاد چیزیں ایک ساتھ قطعاً جمع نہیں ہو سکتیں۔[سلسلۃ الھدی والنور، مفرغ کاملا (۹/ ۹۴)] علامہ البانی رحمہ اللہ کی اس زبردست علمی وضاحت کے بعد کوئی احمق ہی ہو گا جو ایک ہی حدیث کو "معلول" بھی کہے اور اسے "صحیح" بھی قرار دے۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۴۹،۴۷)

اس عبارت میں لفظ "احمق" پہ بھی نگاہ رہے۔

جرح کو اپنے خلاف پا کر آپے سے باہر

شیخ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

"قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ امام بخاری نے یزید والی حدیث کو "موضوع، ومن گھڑت یا مردود" ہرگز قرار نہیں دیا، لہذا سنابلی صاحب نے امام بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔"

(مقالات:۶/ ۳۹۸)

سنابلی صاحب نے علی زئی صاحب کی مذکورہ عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"عرض ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالہ سے متعلق گذشتہ تفصیل کی روشنی میں یہ

بات اظہرمن الشمس ہو جاتی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو معلول قرار دیا اور تاریخی اعتبار سے اسے حقائق کے خلاف یعنی باطل و من گھڑت ثابت کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف اس موقف کی نسبت کو جھوٹ قرار دینا بذاتِ خود جھوٹ اور ہٹ دھرمی ہے۔ دکتور بسام بن عبد اللہ الغانم العطاوی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "الاحادیث التی اعلھا الامام البخاری متونھا بالتناقض "(وہ احادیث جنہیں ان کے متون کے متناقض ہونے کے سبب امام بخاری نے معلول قرار دیا ہے) اس کتاب کی پانچویں قسم کو مؤلف نے یہ عنوان دیا ہے:"الاحادیث التی اعلھا البخاری بمناقصۃ متونھا الواقع "...... وہ احادیث جنہیں ان کے متون کے خلاف واقعہ ہونے کے سبب امام بخاری نے معلول قرار دیا ہے ۔ "[الاحادیث التی اعلھا الامام البخاری متونھا بالتناقض (صفحہ ٦٧)]س عنوان کے تحت مؤلف نے سب سے پہلے اسی یزید والی حدیث ہی کو پیش کیا ہے۔ اب کیا دکتور بسام نے بھی امام بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۴۹۔۵۰)

امام بخاری پر زبیر علی زئی صاحب کا رَد کیوں؟

سنابلی صاحب آگے مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

"غور طلب بات یہ ہے کہ اگر ناچیز نے امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف غلط بات منسوب کر کے جھوٹ بولا تھا تو زبیر علی زئی صاحب نے امام بخاری رحمہ اللہ پر رَد کیوں کر دیا؟ ان کی بات کو بے دلیل کیوں کہہ ڈالا ؟ اگر امام بخاری رحمہ اللہ کے کلام کا وہ مقصود ہے ہی نہیں جو ہم بتلا رہے ہیں، تو پھر آں جناب اس بات پر کیوں مجبور ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے موقف کی تغلیط کریں اور ان کی بات کو بے سند و بے دلیل قرار دیں ؟ اگر آپ کی نظر میں ناچیز نے امام بخاری رحمہ اللہ کا نام لے کر جھوٹ بولا تھا تو آپ کے لئے بس اتنا کافی تھا مجھے جھوٹا کہہ دیتے ؟ لیکن مجھے جھوٹا کہنے کے ساتھ ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کو غلط کیوں کہنے لگے ؟ صاف ظاہر ہے کہ زبیر علی زئی صاحب کو بھی معلوم ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف ان کی پیش کردہ روایت

کے مکذوب و من گھڑت ہونے پر زبردست دلیل ہے، اس لئے آں جناب ناچیز پر جھوٹ کی تہمت لگانے کے باوجود بھی اس بات پر مجبور ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بات کو غلط قرار دیں!!!۔"

(حدیث یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۵۰)

(جاری)

مفتی محمد افضال صاحب حفظہ اللہ، نظر ثانی واضافات مفتی محمد زبیر الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ (آخری قسط)

بولتے حقائق

جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے علماء وقت کی نظر میں

آخر میں جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے عنوان دیا ہے " جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے علماء وقت کی نظر میں " اس عنوان کے تحت چند فتاوی جات نقل کئے ہیں، جن میں بزعم خود یہ ثابت کر لیا کہ اشاعۃ التوحید والوں کو اہل سنت کے علماء اہل حق سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، یہ فتاوی جات یا تو اس وقت کے ہیں جب انکے عقائد زیادہ مشہور نہ تھے یا پھر ان علماء کرام کو اس فرقہ کے عقائد کا علم نہ تھا۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں جن کو علم ہوا تو کیا فتویٰ صادر فرمایا۔

پہلا فتویٰ حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب رحمہ اللہ تعالی کا ہے، اسمیں صرف مولانا طاہر صاحب کے بارے میں رائے ہے، اشاعت التوحید کے بارے میں نہیں، پھر یہ بات تفصیل سے گزر چکی ہے کہ موجودہ اشاعت والے شیخ طاہر رحمہ اللہ والے نظریات نہیں مانتے بلکہ ان میں تاویلات کرتے ہیں حوالہ جات گزر چکے ہیں، جب ان کو اشاعت کے مسلک کا علم ہوا تو مرتد قرار دیا، ذیل میں ان کے فتوی کا اقتباس ملاحظہ کیجیئے۔

”جواب (٦)

از دار الافتاء جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصلیا ومسلما۔

واضح رہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور اسی قبر (مٹی کی ڈھیری) میں ہی ہوگا اور روح مع الجسد عنصری کو ہوگا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے لہذا اسکی مخالفت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ شخص مرتد کے حکم میں ہے صورت مسئول عبھا عقائد میں امام صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت (قرآن وحدیث) کے مخالف ہیں لہذا ایسے امام کیلئے تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے جو نمازیں اسکی اقتداء میں پڑھی گئی

ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں۔

(عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم۔ ص: ۷۲)

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۷۲ سے ۸۰ تک مطالعہ کرے، مذکورہ فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط ہیں۔

دوسرا فتویٰ جامعہ حقانیہ کا نقل کیا ہے۔

جس میں ہے:

"مولانا پنج پیر اور انکے متبعین کا عقیدہ صحیح اور درست ہے"

معلوم نہیں کہ یہ کس مفتی کا فتویٰ ہے ممکن ہے انکو اس فرقہ کے تفصیلی عقائد کا علم نہ ہو ورنہ جن کو علم ہے انکی رائے ملاحظہ ہو۔

فتاوی حقانیہ میں ہے:

"تفسیر جواہر القرآن کا پڑھنا پڑھانا تفسیر کشاف کے پڑھنے پڑھانے کی طرح ہے۔"

(۱/۱۷۹)

واضح رہے کہ تفسیر کشاف معتزلہ کی ہے، یعنی اس تفسیر میں معتزلہ کے عقائد کی تائیدات ہیں، اور معتزلہ گمراہ اور بدعتی فرقہ ہے۔

فتاوی حقانیہ میں ہے:

"حضور انور ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے بارے میں تمام اہل سنت والجماعت اور جملہ اکابرین علماء دیوبند کے مسلک یہ ہے کہ وفات موعود کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انکے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ومامون ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں انکو حیات حاصل ہے جو حیات دنیوی کے مماثل ہے۔"

(۱/۱۵۸)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ دار العلوم حقانیہ کے مفتی اول تھے، اور حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ کے خصوصی متعلقین میں سے تھے ان کے چند فتاوی جات ذکر کیے جاتے ہیں، کیونکہ ان

کا پنج پیریوں سے واسطہ تھا۔ ان کی کتب کا مطالعہ بھی تھا، چنانچہ فتاوی فریدیہ میں ہے:

”فرقہ پنج پیریہ کے عقائد فرقہ سلفیہ نجدیہ کے عقائد ہیں اور مزید بریں آنکہ اپنے مزعومات کے اثبات کیلئے قرآن اور احادیث میں تاویلات بعیدہ کرتے ہیں جن کو من وجہ تحریف سے مسمی کرنا بلاشک غلط نہیں۔“

(۱/۱۵۴، باب الفرق الاسلامیہ)

یعنی اشاعتی حضرات سلفی ہیں، نجدی ہیں، قرآن واحادیث میں من وجہ تحریف کے کرتے ہیں۔

اس میں یہ بھی ہے:

"یہ شخص فرقہ سلفیہ نجدیہ کا عقیدہ رکھتا ہے اور اپنے مخصوص شیخ کی طرح عقوق کے جرم میں مبتلا ہے، چونکہ یہ لوگ اپنی نجدیت کے اثبات کیلئے بعید بعید معنی کلام الہی میں کرتے ہیں جو کہ من وجہ تحریف ہے، لہذا ان سے قرآن نہیں پڑھنا چاہئے۔“

(۱/۱۵۵)

یعنی اشاعتی حضرات سلفی ہیں، نجدی ہیں، اشاعتی حضرات کا شیخ طاہر صاحب عاق تھا، تحریف کے مرتکب ہیں ان سے قرآن نہیں پڑھنا چاہیئے۔

اس میں یہ بھی ہے:

”جو لوگ عذاب وراحت قبر یعنی حیات برزخی کے منکر ہیں تو یہ مذہب ملاحدہ، خوارج، کچھ معتزلہ اور بعض مرجئہ کا ہے۔“

(۱/۴۲۹)

شیخ المحدثین، رأس الاتقیاء حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمہ اللہ تعالی کا ارشاد

”پنج پیریان قرآن کریم میں تحریف کرتے ہیں اور آیات وارده فی حق المشرکین مومنوں پر صادق کرتے ہیں، ان سے قرآن کریم کا ترجمہ نہ کرنا اور ان جیسے فاسد عقائد والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کسی دیندار متقی کے پیچھے پڑھو۔“

(حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی کا عقیدہ۔ ص:۶۰، ناشر: خانقاہ امدادیہ،

مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، محلہ زاھد آباد حضرو اٹک،)

اسکے بعد جناب علی الرحمن صاحب نے جامعۃ الرشید کا فتویٰ نقل فرمایا ہے اور اس پر مفتی عبد الرحیم صاحب کی تائید ہے، لیکن اس فتویٰ میں صرف شیخ القرآن غلام اللہ خان صاحب، قاضی شمس الدین صاحب، اور شیخ القرآن مولانا محمد طاہر صاحب کے بارے میں سوال ہے، اور جواب میں بھی اجمالاً ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیاہے، باقی کوئی دلیل ان کی کتب کی دے کر انکو اہل سنت کے عقائد کا حامل ثابت نہیں کیا گیا، اور پچھلے اوراق میں انکے عقائد باحوالہ تفصیلا بیان ہو چکے ہیں، پھر یہ لوگ گزر چکے اب مسئلہ موجودہ اشاعت والوں کا ہے اور انکی عبارات گزر چکی ہیں کہ ان کا کیا مسلک ہے۔

مفتی عبد الرحیم صاحب کے بارے حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”رہے مولانا مفتی رشید احمد صاحب تو وہ اشاعتی نہیں، لیکن ان کا انداز یہ ہے کہ اتنی تفصیل میں نہیں جانا چاہیئے، وہ کہتے ہیں کہ میں حیات کا قائل ہوں تو مان لینا چاہئے، چونکہ اس جماعت کی جب کوئی بات نہیں بنتی تو وہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ میں حیات کا قائل ہوں، تو اسلئے مفتی رشید احمد صاحب ان کی اس بات سے متاثر ہیں، وہ کہتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ ہم حیات کے قائل ہیں تو پھر کیوں انکار کرتے ہیں اور کچھ بھی نہیں، چونکہ مفتی صاحب کے پاس عبد الرحیم ہے اس کا بھائی تو پکا مماتی ہے اسکا پتہ نہیں۔“

(خطبات صفدر، ۳/۲۵۴)

جناب علی الرحمن صاحب نے کس اصول کے تحت یہ استدلال فرمایا کہ ان کی اپنی صریح عبارات کو چھوڑ کر دوسروں کی مجمل اور محتمل عبارات سے استدلال کر رہے ہیں، یہ حبک الشئ یعنی ویصم کا مصداق ہے۔

اشاعتی حضرات کے بارے میں علماء حق کی آراء

جن علماء کرام ومفتیان کرام کو اشاعتی حضرات کی عبارات اور عقائد کا علم ہوا، انہوں اس پر جو فتوے جاری کئے، اب وہ ذکر کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب رحمہ اللہ تعالی نے اشاعتی حضرات کا درج ذیل عقیدہ لکھ کر پاکستان کے تمام معتبر دار الافتاؤں سے سوال کیا جن کا جواب درج ذیل آیا:

”سوال: گزارش ہے کہ ہمارے شہر میں ایک صاحب پیش امام ہیں لوگوں کو نمازیں پڑھاتے ہیں اور عذاب قبر کے متعلق وہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر حق ہے اور جو اسکو نہ مانے وہ کافر ہے لیکن قبر زمین کے اس حصہ (گڑھا) کو نہیں کہتے، جس میں مردہ جسم کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ قبر سے مراد روح کی قبر ہے جسے علیین یا سجین کہا جاتا ہے اور اسے برزخ بھی کہا جاتا ہے وہاں روح کو ایک اور جسم مہیا کیا جاتا ہے جس کو جسد مثالی کہا جاتا ہے تو وہاں برزخی قبر میں روح اور جسد مثالی سے سوال نکیرین ہوتا ہے اور وہاں جزاو سزا کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے باقی رہا یہ جسد عنصری نہ تو اس کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اور نہ ہی روح کا اس سے کوئی علاقہ اور تعلق رہتا ہے اور نہ ہی اس سے سوال ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو رنج اور راحت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی حیات ہے بلکہ اس ارضی قبر پڑے ہوئے جسد عنصری میں کسی قسم کی حیات ماننا اور روح کا تعلق ماننا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

یہ ہے پیش امام صاحب کا عذاب قبر کے متعلق عقیدہ اور نظریہ۔

اب سوال یہ ہے کہ عذاب قبر کی یہ تشریح صحیح ہے یا غلط، اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے موافق ہے یا مخالف، کیا علمائے دیوبند کے نظریات بھی اسی طرح ہیں، اگر عذاب قبر کی یہ تشریح غلط ہے تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا صحیح ہے یا نہ۔“

اس سوال کا جواب پاکستان کے بیس بڑے اور معتبر دار الافتاؤں نے دیا جو کہ درج ذیل ہے، تفصیلی عبارات اصل کتاب میں دیکھ لیں یہاں صرف حکم ذکر کیا جائے گا۔

جواب (۱)

از دار الافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور ضلع رحیم یار خان۔

”قبر کا مصداق یہی گڑھا ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے، قرآن وحدیث اور فقہ میں یہ لفظ اسی گڑھے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

جمہور مسلمان، ائمہ اربعہ، اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا اجماعی عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر بدن عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے بدن میں بہ تعلق روح نوع من الحیاۃ ہوتی ہے جس سے وہ راحت وعذاب کا ادراک کرتا ہے۔ جسم خواہ قبر میں ہو یا کسی اور جگہ ہو یا جس

شکل میں بھی ہو اس حیات کی وجہ سے روح پر وارد ہونے والی کیفیات کا ادراک کرتا ہے یہ احکام عام قبر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بدن اور روح کے ساتھ خاص ہیں اور قبر کا ذکر کتب میں غالب کے اعتبار سے ہے کیونکہ عام طور پر مردہ کو دفن کیا جاتا ہے انہیں احکام کے عموم کو بیان کرنے کے لئے بعض سلف نے قبر سے مجازاعالم برزخ مراد لیا ہے ان کا مقصد بدن کے ساتھ روح کے تعلق کی نفی کرنا ہرگز نہیں ہے، اسی طرح بعض صوفیاء سے جسد مثالی پر وقوع عذاب کا قول اختیار کیا ہے ان کا مقصد بھی اجزاء الجسم کے ساتھ تعلق روح کی نفی کرنا نہیں ہے بلکہ وہ جمہور کے ساتھ ہیں۔۔۔ بدن عنصری سے روح کے تعلق کی نفی معتزلہ وروافض وغیرہ کرتے ہیں۔۔۔لہذا پیش امام کا مذکورہ عقیدہ اہل حق کے خلاف ہے، ایسا امام اہل سنت والجماعت میں سے نہیں جسکی ترجمانی اکابرین علماءے دیوبند نے کی ہے اور ایسے عقیدہ والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم "کتاب کا صفحہ ۳۷ سے ۵۲ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۲)

از دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

"۔۔۔۔اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روح اور جسد عنصری دونوں کو عذاب قبر دیا جاتا ہے، اور بعض صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ روح کو جسد مثالی دیا جاتا ہے جس کو عالم برزخ میں عذاب قبر دیا جاتا ہے اور روح کا تعلق اس جسد عنصری سے بھی ہوتا ہے جسکی وجہ سے جسد عنصری بھی عذاب میں شریک ہوتا ہے۔۔۔لہذا سوال میں جو تشریح عذاب قبر کی گئی ہے یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور نہ ہی اکابر علمائے دیوبند میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہے ،لہذا مذکور امام صاحب اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کے اس متفقہ عقیدہ سے (جو کہ قرآن وسنت سے ثابت ہے) خارج ہے اور اگر مذکورہ امام صاحب اپنے اس نظریہ سے رجوع نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم "کتاب کا صفحہ ۵۴ سے ۵۸ تک مطالعہ کرے۔

جواب(۳)

از دار الافتاء جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاولپور

"جو عقائد ضروریات اہل سنت والجماعت میں سے ہیں ان میں سے کسی عقیدہ کا انکار یا تاویل باطل کرنا اس سے وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ قبر کے متعلق اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قبر اسی زمینی گڑھے کو کہتے ہیں، قرآن پاک کی کئی آیات ،بیسیوں احادیث مبارکہ اور فقہاء اور محدثین کے سینکڑوں اقوال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر اسی زمینی گڑھے کو کہتے ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ عذاب وثواب قبر جسد عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے نہ کہ فقط روح کو یا روح اور جسد مثالی کو البتہ معتزلہ اور روافض یہ کہتے ہیں عذاب وثواب فقط روح کو ہوتا ہے۔

صورت مسؤلہ میں چونکہ مذکورہ امام کے عقائد اہل سنت علماء دیوبند کے خلاف ہیں اس لئے ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ایسے شخص کے پیچھے جو نمازیں ادا کی گئی ہیں وہ واجب الاداء ہیں کمافی خیر الفتاوی ملخصاً (ج ۲ ص ۳۷۹)۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۵۹ سے ۶۰ تک مطالعہ کرے۔

جواب(۴)

از دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان۔

"۔۔۔کتاب وسنت کے روشن دلائل کے مطابق تمام علماء اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عالم قبر وبرزخ میں سوال کے وقت روح کا جسد کی طرف اعادہ ہوتا ہے جسکی کیفیت اللہ تعالی جانتے ہیں اور جزاوسزا کیلئے روح وجسد کا تعلق قائم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جزاء وسزاء روح اور جسد دونوں کو ملتی ہے۔۔۔ اور اس پر بھی تمام اہل سنت والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ قبر کی اس جزاء وسزا میں روح کے ساتھ شریک ہونے والا جسد عنصری ہوتا ہے نہ کہ جسد مثالی۔

اس تفصیل بالا کے مطابق جو شخص ارضی قبر کا انکار کرتا ہے یا قبر کی جزاوسزا میں جسد کو شریک نہیں مانتا یا اس میں جسد مثالی کو شریک بنا کر جسد عنصری کی شرکت کا انکار کرتا ہے تو وہ یقینا اہل

سنت والجماعت سے خارج ہے اس لئے کہ کسی عقیدہ کے حقیقی مفہوم کو تبدیل کرنا درحقیقت اس عقیدہ کا انکار کرنا ہی سمجھا جاتا ہے جس کو علماء شریعت زندقہ سے تعبیر کرتے ہیں۔۔۔ اور اسکی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ شخص درحقیقت عذاب قبر کا منکر ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۶۱ سے ۶۵ تک مطالعہ کرے۔

جواب(۵)

از دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

"۔۔۔سوال میں ذکر کردہ عالم صاحب کے نظریات قرآن وسنت اور علمائے اہل سنت کی تعبیرات کے خلاف ہیں لہذا انکو اپنے اختیار سے امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کسی صحیح العقیدہ شخص کو امام بنانا چاہیئے البتہ جو نمازیں ان کی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۶۶ سے ۷۱ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب رحمہ اللہ کے دستخط ہیں۔

جواب(۷)

از دار الافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن جامع مسجد فاروق اعظم صادق آباد

"۔۔۔یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ قبر میں پیش آنے والے معاملات کا تعلق مجموعہ روح وجسد سے ہے، جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے اسے بااختیار خود امام مقرر کرنا جائز نہیں۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۸۱ سے ۸۵ تک مطالعہ کرے۔

جواب(۸)

از دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

"صورت مسؤلہ میں بشرط صحت سوال شخص مذکور ضال ومضل اور خارج از اہل سنت والجماعۃ ہے اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے، اکابر دیوبند کا ہر گز ہر گز یہ عقیدہ نہیں ہے، اس شخص کو امامت سے فوراً ہٹایا جائے اور اسکے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔"

(عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم۔ ص:۸۶)

جواب(۹)

از دار الافتاء دار العلوم کبیر والا ضلع خانیوال

”۔۔۔مذکورہ آیات واحادیث سے واضح ہوا کہ قبر نام ہے اسی حفرہ ارضی کا جزاء وسزا کا محل یہی زمینی گڑھا ہے علیین و سجین کا قول کرنا خلاف عقل و نقل ہے یہی نظریہ ہے اہل حق طائفہ منصورہ علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کا اس کے خلاف نظریہ رکھنا گمراہی اور زندقہ ہے۔“

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۸۷ سے ۹۱ تک مطالعہ کرے۔

جواب(۱۰)

از دار الافتاء جامعہ امداد العلوم پشاور صدر

”۔۔۔اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ موت کے بعد انسان جہاں ہوتا ہے وہ اس کا قبر ہے اسے ابتداء جزاوسزا اسی قبر میں ملتی ہے، قرآنی آیات اور احادیث کریمہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔۔۔امام موصوف کا عقیدہ چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہے اس لئے اسکی امامت مکروہ ہے۔“

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۹۲ سے ۹۳ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر شیخ حسن جان صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط بھی ہیں۔

جواب(۱۱)

از دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

”عذاب قبر کی جو تفصیل امام موصوف نے بیان کی ہے وہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔۔۔اہل حق اہل سنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی مسئلہ ہے کہ قبر سے مراد یہی زمینی قبر ہے اور روح کا تعلق بدن کے ساتھ ہوتا ہے اور روح میت میں لوٹائی جاتی ہے جس سے وہ قبر کی راحت اور عذاب محسوس کرتا ہے، اور اسکے خلاف عقیدہ رکھنے والا نہ دیوبندی ہے اور نہ ہی اہل سنت سے اسکا کوئی تعلق ہے بلکہ وہ معتزلی اور کرامیہ سے تعلق رکھتا ہے، اہل سنت

کو دھوکہ دینے کیلئے اپنے آپ کو دیوبندی اور اہل سنت ظاہر کرتا ہے، بنابریں اسکو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے جن لوگوں کو امام کے عزل ونصب کا اختیار دیا ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے انکی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۹۴ سے ۹۷ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر استاذی المکرم مفتی اعظم پاکستان مفتی حمید اللہ جان صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط ہیں۔

جواب (۱۴)

از دار الافتاء جامعہ اسلامیہ تنگی ضلع چارسدہ پشاور

"اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔۔۔جو شخص بھی عذاب وراحت فقط روح کے ساتھ متعلق مانتا ہو وہ اہل سنت والجماعت سے نہیں، مبتدع اور گمراہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۱۰۰ مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب قدس سرہ کے دستخط ہیں۔

جواب (۱۵)

از دار الافتاء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا لودھراں

"۔۔۔اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں مردے کو راحت وعذاب ہوتا ہے اور قبر اسی گڑھے کا نام ہے جو زمین پر بنایا جاتا ہے۔۔۔اور قبر میں راحت وعذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور قبر میں جسم میں ایک قسم کی حیات ہوتی ہے۔۔۔اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ عذاب قبر کے متعلق یہی ہے اس سے ہٹ کر عقیدہ رکھنے والا شخص فاسق ہے، اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۲ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۱۶)

از دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

"عذاب قبر کے بارے میں مذکورہ شخص کا نظریہ درست نہیں، اور یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے

خلاف ہے، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے، ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔۔۔اس تفصیل کی روشنی ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے، کسی صحیح عقیدہ والے شخص کو امام بنایا جائے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۲ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط ہیں۔

جواب (۲۰)

از دار الافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

"واضح رہے کہ جمہور علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک قبر زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے۔۔۔اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر جسد مع الروح کو ہوتا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں اور یہ عقیدہ کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے معتزلہ کا ہے لہذا یہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی اپنے عقائد فاسدہ سے گمراہ کرتا ہے، بدعتی اور فاسق ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۱۱۱ سے ۱۱۹ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی عبد المجید دین پوری رحمہ اللہ تعالی، حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق قاسمی صاحب مد ظلہم، اور حضرت مولانا مفتی عبد السلام رحمہ اللہ تعالی، کے دستخط ہیں۔

یہ تمام فتاوی جات "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" سے لیے گئے ہیں جو کہ مولانا نور محمد تونسوی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی کتاب ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دھلوی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

"۔۔۔اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا قبر مطہر میں

زندہ ہونا باطل ہوتا ہے یا کم از کم زندگی پر فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اسکے کہ بے ثبوت ہے باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔۔۔"

(کفایت المفتی، ۱۶۹/ ۱، مسئلہ علم غیب، فصل چہارم، کتاب العقائد، ط: دار الاشاعت)

یعنی آپ علیہ السلام کو قبر اطہر میں زندہ نہ ماننا آپ علیہ السلام کی توہین ہے۔

مسئلۂ حیات النبی ﷺ کے متعلق دور حاضر کے اکابر دیوبند کا مسلک

اور ان کا متفقہ اعلان

"حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور وہ حیات دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہے، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں اسکی تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر "آب حیات" کے نام سے موجود ہے، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ جو حضرت گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ "المہند علی المفند" بھی اہل بصیرت کیلئے کافی ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف دعوی کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

(۱) مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵

(۲) مولانا عبد الحق عفی اللہ عنہ، مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۳) مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

(۴) مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔

(۵) مولانا شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(۶) مولانا محمد ادریس کاندھلوی کان اللہ لہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

(۷) مولانا مفتی محمد حسن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

(۸) مولانا رسول خان عفا اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(۹) مولانا مفتی محمد شفیع عفی اللہ عنہ مہتمم دار العلوم کراچی

(۱۰) مولانا احمد علی عفی عنہ۔ امیر نظام العلماء و امیر خدام الدین لاہور

(تلك عشرة كاملة)

(ماہنامہ پیام مشرق لاہور، جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۴، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ / ستمبر ۱۹۶۰ء، بحوالہ تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور۔ ص: ۳۷، ط: صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

مفتی دار العلوم دیوبند مفتی مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ

آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں، آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ خود سنتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں، آپ اپنے مزار میں حیات ہیں، مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے۔

جو اسکے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے، وہ بدعتی ہے، خراب عقیدے والا ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ ہے یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے، حدیث میں ہے:

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء ۔(الحديث) وعن ابی هريرة رضی الله عنہ قال قال رسول الله ﷺ من صلى على عند قبری سمعته ومن صلى على من بعيد اعلمته رواه ابو الشيخ وسنده جيد ۔ القول البديع ص ١١٦ عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ؛ الانبياء (صلوت الله تعالى عليهم) احياء فی قبورهم يصلون رواه ابن عدی ؒ والبيهقی ؒ وغيرهما (شفاء السقام ص ۱۳۴)

دو تین حدیثیں نقل کر دی ہیں، اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو انکار کرتا ہے بدعتی خارج از اہل السنۃ والجماعۃ ہے، غرض پڑھنے والے کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں اور اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ السید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند ۱۳۷۶/۵/۱۳ھ

(بحوالہ تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور۔ ص:۴۹، ۵۰ ط:صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

اکابرین بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

بخدمت اکابرین دیوبندؒ کے جانشینان کرام متعنا اللہ تعالی بطول بقائکم بالخیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ آج کل بعض حضرات (۱) انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد حیات برزخی جسمانی کا انکار کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر میں بھی کسی حس وحرکت کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی روضہ پاک پر سلام عرض کرنے والے کے سلام سننے کے قائل ہیں اور ساتھ ہی اس خیال کو اکابر دیوبند کا مسلک بتاتے ہیں (۲) عالم برزخ میں ثواب وعذاب کا تعلق صرف روح سے مانتے ہیں جسم عنصری پر عذاب وعتاب کے قائل نہیں ہیں اور اسے دیوبندی مسلک قرار دیتے ہیں (۳) ذوات انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے ساتھ وسیلہ پکڑنے کو صحیح نہیں سمجھتے اور اسے بزگان دیوبند کا مسلک سمجھتے ہیں (۴) سماع موتی کے قائل ہونے کو شرک کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو دیوبندی کہلواتے ہیں، سوال یہ ہے کہ آپ حضرات جو مسلک دیوبند کے ترجمان ہیں اور بزرگان دیوبند کے سابقین اولین سے براہ راست مستفیض اور مستفید ہونے والے ہیں، یہ وضاحت فرماویں کہ مندرجہ بالا خیالات رکھنے والے صاحبان مسلک دیوبند سے منسوب ومنسلک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا اکابرین دیوبند کا یہی مسلک تھا، یا ان کی ذاتی آراء ہیں، اور بزرگان دیوبند کے مسلک سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔۔ بینوا توجروا-

السائلون: حضرت مولانا (خان محمد) صاحب خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی، مولانا (محمد رمضان) صاحب مہتمم مدرسہ تبلیغ الاسلام میانوالی
حافظ (سراج الدین) صاحب کلور کوٹ۔

الجواب وباللہ التوفیق

مسائل مستفسرہ میں بزرگان دیوبند کا مسلک صاف اور واضح ہے اور اس سے قبل بھی بار بار اس کی اشاعت ہو چکی ہے، نیز علماء دیوبند کے مختلف اور متعدد تصانیف میں مکرر سہ کرر اسے بیان فرمایا گیا ہے اور وہ کتابیں عام وخاص میں معروف ومشہور ہیں مثلاً (۱) آب حیات (۲) جمال قاسمی (۳) نشر الطیب (۴) الشہاب الثاقب (۵) المصالح العقلیہ (۶) فیض الباری (۷) المہند علی المفند (۸) اور متفقہ اعلان وغیر ذلک (۹) حیات النبی ﷺ۔

الف: چنانچہ المہند علی المفند میں بجواب سوال خامس صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کی یہ حیاۃ عام مؤمنین یا عام لوگوں کی طرح برزخی ہی نہیں ہے بلکہ عالم برزخ میں دنیوی (جسمانی) ہے مگر مکلف بالاعمال نہیں ہیں اور یہ حیات حضور اکرم ﷺ اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے خصوصیات میں سے ہے۔

واضح رہے کہ اس مضمون پر علماء دیوبند کے طبقہ اولی وعلیا کے تقریباً تمام اکابرین کے دستخط موجود ہیں مثلاً شیخ الہندؒ حضرت تھانویؒ، مفتی عزیز الرحمنؒ حضرت شاہ عبد الرحیمؒ، اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے تو یہ مضمون خود ہی تحریر فرمایا ہے۔ ب: اسی طرح تقسیم ہند کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جب اس مسئلہ حیات النبی ﷺ سے متعلق بعض صاحبان کی تقریروں اور تحریروں سے بزرگان دیوبند کا مسلک مشتبہ ہونے لگا تو اس وقت کے اکابر علماء نے بھی متفقہ اعلان کے نام سے اپنی دستخطوں سے ایک تحریر شائع کر کے مسلک دیوبند کی وضاحت فرمائی چنانچہ اس وقت بھی وہ "مقام حیات" از مولانا خالد محمود اور دوسرے رسائل میں مطبوع ہے، اس میں یہ صفائی سے لکھا گیا ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں

اور ان کے ابدان مقدسہ **بعینھا** محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے ______ اس متفقہ اعلان پر مرحومین حضرات میں سے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ خلیفہ اجل حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا رسول خان صاحب سابق اعلی مدرس دار العلوم دیوبند اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مؤلف اعلاء السنن وغیرہ کے دستخط بھی ثبت ہیں۔

عذاب قبر: ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک قبر میں ثواب وعتاب کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ رہتا ہے اور جسم سے جسم عنصری مراد ہے نہ کہ جسم مثالی جو کہ حقیقی جسم نہیں ہے، بلکہ عالم مثال کے آئینہ میں جسم کا ایک عکس ہے کما صرح به المجدد الف الثانیؒ اور جیسا کہ کتب فقہ وعقائد میں مذکور ہے کہ ان المیت اذا مات یکون فی نعیم او عذاب وان ذلک یحصل لروحه وبدنه (کتاب الروح) یہی اکابرین دیوبند کا مسلک ہے۔

توسل بالانبیاء والصلحاء علیہم الصلوۃ والسلام: توسل بالانبیاء علیہم السلام بھی بزرگان دیوبند کے نزدیک جائز ہے۔ المہند علی المفند ص ۲۸ مطبوعہ جہلم، نشر الطیب للعلامۃ التھانویؒ اور الشہاب الثاقب للشیخ المدنیؒ میں اس کی تصریح موجود ہے علامہ آلوسیؒ نے آیت کریمہ **وابتغو الیه الوسیلة** کے تحت توسل بالمقبولین کو جائز قرار دیا ہے کہ اس کا مآل بھی توسل بالصفات ہی ہے۔ کأنه یقول برحمتک وفضلک علی فلان ادعو منک هذا۔

سماع موتی: علامہ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں فرمایا ہے وهذا السلام (ای السلام عند زیارة القبور) والخطاب والنداء لموجود یسمع ویعقل ویردون السلام وان لم یسمع المسلم الرد والسلف مجمعون علی هذا وقد تواترت

الاثار عنهم بان الميت يعرف الحی و يستبشر به ، ــــــ ہمارے مشائخ بھی فی الجملہ سماع موتی کے قائل ہیں جیسا کہ فيض البارى للعلامة الكشميری ؒ وغیرہ میں ہے اور اسے ہر گز شرک کی بنیاد قرار نہیں دیتے، جو لوگ ان مسائل میں کچھ اور رائے رکھتے ہوں وہ کچھ بھی ہوں بہر حال مسلک دیوبند سے ان کا تعلق نہیں ہے، انہیں بزرگان دیوبند کی طرف غلط نسبت نہیں کرنی چاہیئے۔ــــ واضح رہے کہ بزرگان دیوبند کے یہ نظریات بحمد اللہ قرآن و سنت اور سلف صالحین کی تصریحات کے عین مطابق ہیں ـــ سائلین کو چونکہ صرف مسلک دیوبند کا تعین اور تشخص مقصود تھا اس لیے صرف مسائل کے بیان پر اکتفاء کیا گیا، دلائل سے تعرض نہیں کیا گیا۔ واللہ يقول الحق وهو يهدی السبيل ۔

کاتب الحروف عبد الکریم عفی عنہ بحکم سیدی حضرت افغانی مدظلہ

(دستخط و مہر)

مولانا شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ

مولانا محمد یوسف بنوریؒ

احمد الرحمن غفرلہ

ولی حسن عفا اللہ

(بحوالہ تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور۔ ص: ۴۰، ط: صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

جناب مفتی علی الرحمن صاحب کو چاہیئے کہ اپنے مادر علمی کا مؤقف بغور ملاحظہ فرمائیں تاکہ اشاعتی حضرات کی بے جا وکالت کرنے سے کنارہ کش ہو جائے، اور تعجب ہے اس پر کہ کبھی کہتا ہے حیات کے قائل ہیں اور کبھی کہتا ہے کہ اگر روح کا تعلق نہ ہو پھر بھی درست ہے اجماعی عقیدہ کو ایسے بیان کیا جاتا ہے، فیا للاسف۔

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مجاہد کبیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالی کا ارشاد

"انبیاء علیہم السلام کی حیات فی البرزخ کے بارے میں میرا عقیدہ وہی ہے جو اکابر دیوبند کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا وہ

حیات باعتبار ابدان دنیوی بھی ہے اور باعتبار عالم برزخ کے برزخی بھی ہے، انبیاء کرام کا ابدان دنیوی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہل سنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے ،ہمارے اکابر دیوبند نے اس پر مفصل اور مدلل ارشادات ثبت فرمائے ہیں۔

جہاں تک مجھے علم ہے، یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں کبھی مختلف فیہ نہیں رہا،میرے خیال میں ہر صاحب بصیرت اس عقیدہ حیات النبی ﷺ کا منکر نہیں ہو سکتا جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کے نزدیک تو حضور نبی اکرم ﷺ کی روضہ اطہر کی حیات بدیہیات میں سے ہے۔"

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

(مقام حیات المسمے به مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الأنبیاء علیہم السلام۔ ص:۶۹۷،۶۹۸، ط: دار المعارف الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے قوی تر ہے، جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں، انکا اکابر علمائے دیوبند اور اساطین امت کی تصریحات کے مطابق علمائے دیوبند سے تعلق نہیں اور میں انکو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رواں نہیں۔واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ ۱/ ۲۹۵، عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اجماع، [اضافہ و تخریج شدہ ایڈیشن] ط: لدھیانوی)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی قبر مبارک کیلئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اسکے اندر موجود ہے بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اسکے اندر تشریف رکھتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں، قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں، صحابہ کرام کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث میں بھی نص ہے، ان نبی اللہ حی فی قبرہ ۔"

(اشرف الجواب۔ ص:۲۳۸، ط: نو بہار پریس، ملتان، تاریخ اشاعت: ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"جو شخص عقائد یا اجماعیات میں مخالفت کرے یا سلف صالحین کو برا کہے وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت وہ ہے جو عقائد میں صحابہ کے طریق پر ہو اور یہ امور انکے عقائد کے خلاف ہیں لہذا ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اہل بدعت وہوی میں داخل ہے۔"

(ہدیہ اہل حدیث ص۔113۔ ط: المدینۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ اشاعتی حضرات، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اہل سنت سے خارج ہیں۔

حجۃ اللہ فی الارض سید نا الامام الاکبر آیۃ من ایات اللہ قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ العزیز [بانی دار العلوم دیوبند] (المتوفی ۱۲۹۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"اول تو حیات قابل انکار نہیں، ہاں منکر بے عقل کا اعتبار نہیں وہ انکار کر بیٹھے تو کون مانع ہے۔"

(آب حیات۔ ص:۵۰، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یعنی حیات کا منکر بے عقل ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد القدیر صاحب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"جو لوگ عند القبر صلوۃ وسلام کے سننے کا انکار کرتے ہیں انھوں نے نبی کریم ﷺ کی منزلت رفیعہ کو نہیں سمجھا، اللہ سمجھ نصیب کرے، صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے عقل سلیم شہادت صادقہ پائی جاتی ہے اس سے انحراف اگر توہین شان نہیں تو شبہ تنقیص ضرور ہے۔"

(ارشاد العلماء الی تحقیق مسئلہ سماع الموتی وحیات الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام۔ ص:۷، ط: ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، پاکستان)

المہند کے بارے میں علمائے دیوبند کی رائے

"المہند علی المفند تمام علمائے دیوبند کے نزدیک متفقہ طور پر مستند، معتبر اور صحیح ہے اگر کوئی شخص اس کو غیر معتبر کہے تو یہ عقائد علماء دیوبند سے بغض وعناد کی علامت ہے جہاں تک

حیات انبیاء علیہم السلام سے تعلق کا مسئلہ ہے اس کیلئے تسکین الصدور کا مطالعہ کیجئے بہت وضاحت کے ساتھ انھوں نے سب ہی باتیں مدلل بیان کی ہیں اور حضرت مفتی مہدی حسن صاحب کا فتویٰ بھی اسی میں درج ہے یہ دیوبند کے بہت بڑے مفتی تھے اس کتاب کے مصنف مولانا سرفراز خان صفدر صاحب علماء دیوبند اور مسلک دیوبند کے صحیح ترجمان ہیں۔"

کتبہ حبیب الرحمن مفتی دار العلوم دیوبند، ۳ ذو القعدۃ، ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح وقار علی غفرلہ

الجواب صحیح فخر الاسلام عفی عنہ

جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ

"دیوبندیت کا معیار یہی کتاب ہے جو کہ بہت بڑے محدث اور فقیہ اور محقق بزرگ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ صاحب بذل المجہود شرح سنن ابی داود نے لکھی۔ اور تمام اکابر وقت نے اس پر تصدیقات تحریر فرمائی ہیں، اور آج تک تمام اکابر دیوبند اس کو ہی معیار اور مستند قرار دیے چلے آرہے ہیں، کیا یہ سب اکابر غیر محقق تھے بلکہ جو ان کو محقق نہیں مانتا وہ خود غیر محقق ہے اس کی بات کا اعتبار نہیں بلکہ وہ خود ضال و مضل اور بدعتی اور خراب عقیدے والا ہے اور بریلویوں کا مؤید ہے۔"

کتبہ شیر محمد خادم دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور، ۲۸ محرم، ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: حمید اللہ عفی عنہ

آگاہی:

جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کے افادات کا مجموعہ جو کہ تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری کے نام سے موسوم ہے، اس سے ایک حوالہ حیات اجمالی کے متعلق پیش کیا ہے، جس سے بزعم خود یہ سمجھے کہ اشاعت والے بھی حیات اجمالی کے قائل ہیں، حالانکہ ان کی عبارات ما قبل میں تفصیل سے ذکر کی گئی ہے، جس میں واضح طور پر انکار موجود ہے، نام حیات کا لیتے ہیں، اور وضاحت علمائے دیوبند کے خلاف کرتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری کی تاریخ طباعت: بار اول ربیع الثانی ۱۴۳۲ ہجری مطابق مارچ ۲۰۱۱ عیسوی ہے، اور اشاعت التوحید والوں کی مرکزی کتاب مسلک الاکابر فی تحقیق

الحیوۃ وعدم السماع لاھل المقابر کی تاریخ طبع اول: جمادی الاول ۱۴۲۱ھ جولائی ۲۰۰۰ء ہے، جبکہ فتاوی قاسمیہ میں دو فتوے مذکور ہیں، جس میں ایک فتویٰ دار العلوم دیوبند کا ہے، جس کا اجراء ۱۴۳۳/۱۱/۲۰ میں ہوا، اور دوسرا فتویٰ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاھی مراد آباد الہند کا ہے، جس کا اجراء ۱۴۳۳/۱۱/۲۱ میں ہوا، دونوں فتوؤں کے مستفتی شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ ہے، جس میں انہوں نے اشاعت التوحید والسنہ کے متعلق جن باتوں کے بارے میں وضاحت طلب فرمائی ہے، وہ یہ ہے:

عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام، عقیدہ سماع صلاۃ وسلام قبر کے پاس، عقیدہ استشفاع، توسل، قائلین سماع موتی کی تکفیر و تذلیل، قبر کی زمین میں ثواب و عذاب، میت کے جسم عنصری کا ثواب و عذاب، میت کے جسم عنصری سے روح کا تعلق وغیرہ، اور مذکورہ مسائل پر ان کے حوالہ جات بھی پیش کئے ہیں جس کا واضح طور پر یہ جواب دار العلوم دیوبند سے جاری ہوا کہ

"آپ نے سوال کے ساتھ "اشاعت التوحید والسنہ" کے جو نظریات حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں، یہ سب نظریات اکابر دیوبند اہل السنہ والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔"

اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کے دستخط بھی ہیں، لہذا تحفۃ القاری وغیرہ کا حوالہ دیکر گلو خلاصی نہیں کرنی چاہیئے۔۔۔ اب وہ دونوں فتوے پیش خدمت ہے۔

"مجلس اشاعت التوحید والسنہ"

سوال[۳۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ آپ کے علم میں ہے کہ احقر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ذمہ دار ہے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں اکابر علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقیدہ ومسلک سے منسوب مدارس عربیہ کا وفاق ہے۔، وفاق المدارس کے تحت یہاں نصاب تعلیم، امتحان سند اور مدارس دینیہ کے متعلق امور کا ایک مستقل نظام ہے، وفاق المدارس نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ مدارس عربیہ کے الحاق ان مدارس کے عقیدہ، نصاب اور نظم مدرسہ پر بھی نظر رکھی جائے اور کوشش ہو کہ اکابر علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقیدہ و مسلک سے کہیں بھی انحراف نہ ہو اس لئے وفاق المدارس کی سند جہاں سندیافتہ کے علوم اسلامیہ کی تعمیل کی شہادت ہے، وہیں ارباب وفاق

المدارس کی طرف سے سند یافتہ کے اکابر علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقیدہ ومسلک پر ہونے کی سند بھی ہے۔ وفاق المدارس کے ساتھ ملحق علمائے دیوبند سے منسوب مدارس اپنے کئی سیاسی مذہبی، جماعتی عنوانات سے کام کر رہے ہیں، ان جماعتی عنوانات میں ایک عنوان اشاعت التوحید والسنہ "بھی ہے، عصر حاضر کے کئی فتنوں نے جہاں مختلف طبقات کو اپنی گرفت میں لیا ہے، وہیں مدارس دینیہ بھی اس مسموم فضا سے متأثر ہو رہے ہیں، تحقیق کے عنوان سے فکری آزادی مختلف فتوں کو جنم دے رہی ہے۔ اشاعت التوحید والسنہ کے جماعتی دعوتی مواد، اسلوب تربیت میں بھی فکری آزادی کا رجحان بڑھ رہا ہے، اشاعت التوحید والسنہ نے اصول وفروع میں اہل سنت والجماعت سے ٹکراؤ کا راستہ اختیار کیا، جس کے نتیجہ میں جن مسائل میں انہوں نے اپنی رائے کا کھل کر اظہار کیا ہے ان میں مشہور مسائل درج ذیل ہیں:

عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام، عقیدہ سماع صلاۃ وسلام قبر کے پاس، عقیدہ اسیفیباع، توسل، قائلین سماع موتی کی تکفیر وتذلیل، قبر کی زمین میں ثواب وعذاب، میت کے جسم عنصری کا ثواب وعذاب، میت کے جسم عنصری سے روح کا تعلق وغیرہ، ان مسائل پر اکابر علمائے دیوبند قدس سرہم کی تحقیقات "آپ حیات مؤلفہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم ناتوتوی، تسکین الصدور مؤلفہ امام اہل السنہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، "مقام حیات مؤلفہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم، ہدایت الحیران مؤلفہ مولانا سید عبد الشکور ترندی رحمہ اللہ وغیرہ مستقل کتب ان عنوانات پر ہیں، جب کہ علمائے دیوبند کے فتاوی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ بھی لاتعداد موجود ہیں مگر ان حضرات نے ہمیشہ اکابر کی ان تحقیقات پر عدم اعتماد کی پالیسی اپنائی ہے۔

"اشاعت التوحید والسنہ "سے متعلق یا اس سے منسوب مدارس کا وفاق المدارس العربیہ سے الحاق ہے، اشاعت التوحید والسنہ میں اصول وفروع میں فکری آزادی کے اس رجحان کی وجہ سے وفاق المدارس العربیہ کے ذمہ دار حضرات میں یہ تشویش عرصہ سے ہے اور یہ بات چل رہی ہے کہ اس طرح کے مدارس کا وفاق المدارس العربیہ سے الحاق ختم کر دیا جائے، چونکہ ہمارے تمام امور، عقیدہ، مسلک اور پالیسی وغیرہ اکابر علمائے دیوبند سے متعلق ہیں، مدرسہ شاہی مراد

آباد اکابر علمائے دیوبند کا مرجع اور اولین مرکز ہے،(مدرسہ شاہی حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمہ کا قائم کردہ اہم ترین ادارہ ہے،۔۔۔اس مدرسے کے قیام کے بعد ۱۳۴۲ھ (تقریبا ۲۶ سال) تک باقاعدہ دار الافتاء قائم نہیں رہا، بلکہ جو مسائل آتے تھے، اس وقت کے ذمہ دار اساتذہ زبانی یا تحریری طور پر سائلین کو جواب دے دیا کرتے تھے اور ۱۳۴۲ھ میں باضابطہ دار الافتاء کا قیام عمل میں آیا۔ فتاوی قاسمیہ: ۱/ ۳۵۴) اس لئے ہم نے خود فیصلہ کرنے کے بجائے آپ سے بھی رجوع کا معاملہ طے کیا ہے، امید ہے کہ آپ عنوان کی اہمیت کے پیش نظر جلد جواب مرحمت فرمائیں گے۔

والسلام المستفتی: سلیم اللہ خان، صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

امید ہے مزاج بعافیت ہونگے، اللہ تعالیٰ آپ کو دین خدمات کے لئے سلامت رکھے اور دار العلوم سے بھی دن دگنے رات چگنی خدمت لیتا رہے اور حوادث سے محفوظ رکھے۔ پاکستان میں اکابر اسلاف سے بد اعتمادی اور فکری آزادی کی فضا عرصہ سے ہے، بتوفیق اللہ تعالی ہم اس کی سرکوبی اور عوام و خواص کو اس سے بچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، مگر اس میں زیادہ مشکل اس وقت پیش آتی ہے، جب اس سے بے راہ روی کے داعی اپنے آپ کو اہل حق سے منسوب کرتے ہیں، اسی طرح کا معاملہ یہاں کے ایک جماعتی عنوان "اشاعت التوحید والسنہ "کا بھی ہے۔

اشاعت التوحید والسنہ اکابر اہل سنت علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقائد سے انکار و تاویل کے راستہ پر چل رہی ہے، اس کے فکری ڈانڈے غیر مقلدیت سے ملتے جلتے ہیں، مگر یہ سارا کام یہ لوگ دیوبندیت کے نام پر کر رہے ہیں اور پاکستان میں دیوبند مدارس کے بورڈ وفاق المدارس العربیہ سے منسلک ہیں، ارباب وفاق المدارس عرصہ سے ان کو الگ کرنے کی سوچ رہے ہیں، مگر اب تو ان کی دعوت اور آزادی کی حد ہو گئی ہے۔ اکابر کے متفقہ عقائد کو کھلم کھلا کفر و شرک اور اکابر کا نام لے کر انہیں اور ان کی تعلیمات کو یہود و نصاری اور بت پرستی قرار دیتے ہیں، ان حالات میں وفاق قطعاً ان کے دیوبندیت سے انتساب کو برداشت نہیں کرتا، مگر اس اہم فیصلہ کے لئے ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ دیوبندیت کے علمی مراکز سے بھی مشورہ لیا جائے۔ مدرسہ

شاہی مراد آباد دیوبند کے اولین مراکز میں سے ہے؛ اس لئے ایک استفتاء کی صورت میں رائے کی جارہی ہے، اس سلسلہ میں استفتاء اور استفتاء میں مذکور حوالہ جاتی کتب کے عکس ارسال خدمت ہیں۔

اس طرح فتنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے ہم نے ایک حلف نامہ بھی مرتب کیا ہے، تاکہ دینی اداروں کو ایسے حضرات سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اس حلف نامہ کی بھی تصدیق فرمادیں، تاکہ آپ کی تائید سے اس کی اہمیت مزید ہو جائے۔

اس سلسلہ میں احقر کے معتمد مولانا نثار احمد الحسینی صاحب دامت برکاتہم ہیں اس لئے واپسی پتہ ان ہی کا استعمال فرمائیں، جواب میں پوری فائل ارسال نہ فرمائیں، اس پر ڈاک خرچ زیادہ ہے، فقط جواب ہی ارسال فرمادیں، آپ کے جواب کا انتظار رہے گا، خاص کر دیوبندیت کے مراکز میں اب شوال سے نئے داخلے ہوتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ رمضان المبارک سے پہلے ہم کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیراً

المستفتی: سلیم اللہ خان صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان ۱۶؍رجب ۱۴۳۳ھ

جواب منجانب دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق: آپ نے سوال کے ساتھ ”اشاعت التوحید والسنہ“ کے جو نظریات حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں، یہ سب نظریات اکابر دیوبند اہل السنہ والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان، اکابر علماء دیوبند کے عقیدہ و مسلک سے منسوب مدارس عربیہ کا وفاق ہے، پس ان مدارس کے عقائد، افکار، نصاب تعلیم اور نظام پر نظر رکھنا ضروری ہے اور جماعت ”اشاعت التوحید السنہ نے اپنے اکثر نظریات میں اعتزال کا راستہ اختیار کر رکھا ہے، غیر مقلدیت سے ملے ہوئے نظر آتے ہیں، لہذا مناسب یہ ہے کہ جماعت اشاعت التوحید والسنہ کو وفاق المدارس سے علیحدہ کر دیا جائے، ان کو شامل رکھنے میں بہت سے مفاسد کا اندیشہ ہے۔ باقی سوالات کے جوابات ضروری نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا. فقط واللہ اعلم

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
=

الجواب صحیح:
ابو القاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
===

الجواب صحیح والمجیب مصیب:
کتبہ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
==

جواب منجانب: دار الافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تفصیلی سوال نامہ میں پیش کردہ قطعی حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ: مجلس اشاعت التوحید والسنہ کے عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت اور علمائے حق علمائے دیوبند کے موقف کے بالکل بر خلاف ہیں، بالخصوص اس فرقہ کے نامور مولفین نے اپنی کتابوں میں اکابر علمائے دیوبند: حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جس طرح دریدہ دینی اور طعن و تشنیع کا اظہار کیا ہے، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان لوگوں کا تعلق علمائے دیوبند سے نہیں ہے؛ بلکہ ان کا جوڑ متشدد اور گمراہ فرقہ غیر مقلدین سے نمایاں ہے۔ بریں بنا وفاق المدارس العربیہ پاکستان جو مسلک اہل حق علمائے دیوبند کا نمائندہ ادارہ ہے، اس ادارہ سے اشاعت التوحید والسنہ اور اس سے متاثر اداروں کا الحاق بر قرار رکھنا ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۸۴۸)

الجواب صحیح: اشہد رشیدی

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱۱/۲۲ھ

مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد الہند

۲۱/۱۱/۱۴۳۳

[مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ جلد نمبر ۲، ص:۲۸۶ تا ۲۹۰۔ باب ما یتعلق بالانبیاء، کتاب الایمان، ناشر مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند]

مماتیوں کے اجتماعات میں شرکت کا حکم

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ یہاں ہمارے ہاں بہت سارے مماتی لوگ رہتے ہیں، ان لوگوں (مماتیوں) کا سالانہ تین دن اجتماع ہوتا ہے، کیا ان لوگوں کے اجتماعات میں شرکت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب نمبر:600843

بسم الله الرحمن الرحيم

Fatwa:162-113/N=4/1442

مماتی فرقہ: بنیادی طور پر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے، یعنی: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اجساد مطہرہ کو وفات کے بعد ان کی قبروں میں بہ تعلق روح، حیات حاصل نہیں ہے، ان کا جسم محض بے جان اور مردہ ہے، حیات صرف اُن کی ارواح کو حاصل ہے اور ان کی ارواح کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یعنی: برزخ میں ان کے لیے محض روحانی حیات ہے، جسمانی حیات نہیں ہے۔اور یہ فرقہ انکار حیات کی بنیاد پر دیگر بعض ایسے عقائد کا بھی حامل و قائل ہے، جو اهل السنة والجماعة کے مسلک کے خلاف ہیں، جیسے: حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، وہ بھی آپ علیہ السلام براہ راست سماعت نہیں فرماتے؛ بلکہ فرشتوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، آپ سے دعا اور سفارش کی درخواست کرنا غلط ہے، دعا وغیرہ میں کسی کا وسیلہ اختیار کرنا شرک، بدعت قبیحہ اور حرام و ناجائز ہے۔ قبر میں میت کو کوئی عذاب و ثواب نہیں ہوتا، عذاب و ثواب کا تعلق صرف

روح سے ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ اس لیے یہ فرقہ گمراہ اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور فساد عقیدہ کے اندیشے کی بنا پر اس کے دینی اجتماعات میں بھی شرکت درست نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دار الافتاء،

دار العلوم دیوبند

مماتیت کے حوالے سے دار العلوم دیوبند کے چند فتوے

اشاعت التوحید والسنۃ والے جسد عنصری کے ساتھ تعلق کے بالکل قائل نہیں، بلکہ اس کو کفر صریح اور شرک کہتے ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے، اس بارے میں ہمارے دار العلوم دیوبند کا مؤقف ملاحظہ ہو:

سوال نمبر: 31770

عنوان: اگر کوئی بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی قبر مانتا ہے لیکن اعادہ روح نہیں مانتا تو وہ اہل سنت والجماعت ہوگا یا نہیں؟

سوال: اگر کوئی بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی قبر مانتا ہے لیکن اعادہ روح نہیں مانتا تو وہ اہل سنت والجماعت ہوگا یا نہیں؟

جواب نمبر: 31770

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتویٰ(د): 820=524-1432 / 6 جمہور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ حیات ہیں، اس پر دلائل حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں، اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا گمراہی پر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دار الافتاء،

دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند نے اس جماعت کا تعارف کچھ یوں کیا ہے، ملاحظہ ہو:

سوال نمبر: 603409

عنوان:

مماتی فرقہ کا تعارف اور ان کا حکم؟

سوال: پاکستان میں ایک مسلک ہے اشاعت توحید و سنت، اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ وہ اپنے آپ کو مماتی کہلاتے ہیں؟

جواب نمبر: 603409

بسم الله الرحمن الرحيم

Fatwa:547-426/N=7/1442

مماتی فرقہ: بنیادی طور پر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے، یعنی حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اجساد مطہرہ کو وفات کے بعد ان کی قبروں میں بہ تعلق روح، حیات حاصل نہیں ہے، ان کا جسم محض بے جان اور مردہ ہے، حیات صرف اُن کی ارواح کو حاصل ہے اور ان کی ارواح کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، خلاصہ یہ کہ برزخ میں ان کے لیے محض روحانی حیات ہے، جسمانی حیات نہیں ہے۔

پھر یہ فرقہ انکار حیات کی بنیاد پر دیگر بعض ایسے عقائد کا بھی حامل و قائل ہے کہ وہ بھی اهل السنة والجماعة کے مسلک کے خلاف ہیں، جیسے: حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، وہ بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام براہ راست سماعت نہیں فرماتے؛ بلکہ فرشتوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، آپ سے دعا اور سفارش کی درخواست کرنا غلط ہے، دعا وغیرہ میں کسی کا وسیلہ اختیار کرنا شرک، بدعت قبیحہ اور حرام وناجائز ہے اور قبر میں میت کو کوئی عذاب وثواب نہیں ہوتا، عذاب وثواب کا تعلق صرف روح سے ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ؛

لہٰذا یہ (مماتی) فرقہ گمراہ ہے اوراھل السنة والجماعة سے خارج ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دار الافتاء،

دار العلوم دیوبند

مماتی حضرات کی تقریر سننا

سوال

مماتی حضرات جن کو علماء نے دیوبند سے خارج لکھا ہے، کیا ان مماتی حضرات کا کسی موضوع پر کوئی بھی بیان سن سکتے ہیں؟ خواہ وہ بیان دفاعِ صحابہ کرام، شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، ختمِ نبوت، یا پھر کسی بھی موضوع پر ہو تو کیا ان کا بیان سن سکتے ہیں؟

جواب

اہلِ سنت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم الصلوات و التسلیمات وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ان کو روزی دی جاتی ہے، ان کے اَبدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالمِ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور یہ حیات، حیاتِ دنیوی کے مماثل، بلکہ بعض وجوہ سے حیاتِ دنیوی سے زیادہ قوی تر ہے، البتہ اَحکامِ شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں، روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جاتا ہے حضور ﷺ اس کو خود بلاواسطہ سنتے ہیں۔

جو لوگ عقیدۂ حیاۃ الانبیاء کے منکر ہیں، جن کو عرف میں مماتی کہا جاتا ہے، وہ اہل السنت والجماعت سے خارج ہیں، لہذا ان کی تقریر سننے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

مجمع الزوائد میں ہے:

وعن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون».رواه أبو يعلى والبزار، ورجال أبي يعلى

ثقات(كتاب فيہ ذكر الانبياء ،باب ذكر الانبياء،رقم الحديث:۱۳۸۱۲،
۲۱۱/۸،ط:دار المامون للتراث)

مشکوۃ المصابیح میں ہے:

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "«من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته»" . رواه البيهقي في شعب الإيمان(كتاب الصلاة ،باب الصلوة على النبى ،الفصل الثالث ، ۸۷/۱،ط:قديمى كتب خانہ كراچى)

شرح الشفا للملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے:

فمن المعتقد المعتمد أنه صلى الله تعالى عليه وسلم حي في قبره كسائر الأنبياء في قبورهم وهم أحياء عند ربهم وأن لأرواحهم تعلقا بالعالم العلوي والسلفي كما كانوا في الحال الدنيوي فهم بحسب القلب عرشيون وباعتبار القالب فرشيون(شرح الشفا،فصل :فى تخصيصه عليہ الصلاة والسلام بتبليغ صلاة من صلى عليه صلاة اوسلم من الانام ، ۱٤۲/۲،ط:دار الكتب العلمية)

فتح الباری میں ہے:

إن حياته صلى الله عليه وسلم في القبر لايعقبها موت بل يستمر حيا والأنبياء أحياء في قبورهم

(كتاب فضائل اصحاب رسول الله،باب قول النبى لو كنت متخذا خليلا، ۲۹/۷،ط:دار المعرفة بيروت)

عمدۃ القاری میں ہے:

من أنكر الحياة في القبر، وهم المعتزلة ومن نحا نحوهم، وأجاب أهل السنة عن ذلك.

(كتاب فضائل اصحاب رسول الله،باب قول النبى لو كنت متخذا خليلا، ١٨٥/١٦ ط:دار احياء التراث العربى،بيروت)

آپ کے مسائل اور ان کا حل میں ہے:

"میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی ہے۔۔۔جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ میرے اکابرؒ کے نزدیک گمراہ ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کی تقریر سننا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(باب عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اجماع، 1/309، ط: مکتبہ لدھیانوی کراچی)

المهند على المفند میں ہے:

"عندنا وعند مشائخنا : حضرة الرسالة صلي الله عليه وسلم حيٌ في قبره الشريف وحياته صلي الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليفٍ، وهي مختصة به وبجميع الأنبياء صلوات لله عليهم والشهدآء لابرزخية، كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس، نص عليه العلامة السيوطي في رسالته "إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء" حيث قال: قال الشيخ تقي الدين السبكي: حياة الأنبيآء والشهدآء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلاة موسى عليه السلام في قبره، فإن الصلاة تستدعي جسدا حيا إلى اخر ما قال: فثبت بهذا أن حياته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ."

(المهند على المفند للمحدث السهارنفوری،الجواب عن السوال الخامس: مسألة حياة النبي صلى لله عليه وسلم،ص:٢١،٢٢،ط: دار الإشاعت كراچی)

فقط والله اعلم

فتویٰ نمبر:144308101032

دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

حیات النبی کا منکر اہل سنت والجماعت سے خارج ہے

سوال: محترم مفتی صاحب السلام علیکم ہمارے پاکستان میں ایک گروہ پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو مماتی دیوبندی کہتے ہیں۔ اور اپنا تعلق ایک جماعت اشاعت توحید والسنہ سے جوڑتے ہیں۔ لیکن وہ حیات النبی کے عقیدے کے منکر ہیں، وہ لوگ اعادہ روح کو بھی نہیں مانتے۔ اور سماع موتیٰ کو بھی نہیں مانتے بلکہ سماع کا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہتے ہیں اور سماع موتیٰ کے عقیدہ کو شرک کی جڑ کہتے ہیں۔ یہ لوگ وسیلہ کے بھی منکر ہیں اور بات کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی دیوبندی کے بجائے کسی متشدد غیر مقلد سے بات کی جارہی ہے۔ میرے پاس ایک دوست کے ذریعے انکے ایک عالم مولانا یونس نعمانی کی ریکارڈنگ پہنچی ہے جس میں وہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ کا نام لے کر انکو کافر مشرک وغیرہ، پتا نہیں کیا کیا کہتے ہیں اور بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اب بتاؤ اس مولوی کی بات مانوگے یا قرآن کی یعنی مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ اور مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ کی باتیں قرآن کے خلاف ہیں جبکہ سب جانتے ہیں کہ مولانا یوسف رحمۃ اللہ اور مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ کا عقیدہ وہی ہے جو المہند میں ہے۔ میں نے انکے ایک اور عالم مولانا عبد القدوس صاحب کی ویڈیو دیکھی ہے جس میں وہ پاکستان کے بڑے عالم اور مناظر مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب تجلیات صفدر سے بڑے بڑے علماء فائدہ اٹھاتے ہیں، غیر مقلدوں کا رد کرنے میں۔ ان کو بڑے توہین آمیز انداز میں ماسٹر اوکاڑوی کہا۔ حضرت کو غیر مقلد بھی اسی طرح بلاتے ہیں پاکستان میں۔ یہ لوگ علماء کی کتابوں میں اکثر دھوکے کرتے ہیں اور کسی نہ کسی طریقہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تمام علماء دیوبند سماع موتیٰ کو نہیں مانتے تھے۔ یہ لوگ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب جن کا نام آپ کے دارالافتا سے شائع ہونے والے فتاوٰی میں ہوتا ہے کہ مزید تفصیل کے لیے انکی فلاں کتاب کی طرف رجوع فرمائیں پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب سماع موتی کی طبع اول صفحہ ۳۸۹ میں امی عائشہ رضی

اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی ہے اور وہ گستاخ رسول ہے۔ میرا سوال ان کے بارے میں یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو دیوبندی کہنا جائز ہے؟ موجودہ دور میں دارالعلوم دیوبند کا حیات النبی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ منکر حیات النبی اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہنے والوں کے بارے میں دارالعلوم کے مفتیان کرام کی کیا رائے ہے؟ جو شخص یہ کہتا ہو کہ سماع موتہ کا عقیدہ شرک اور شرک کی جڑ ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے اپنی کتاب میں امی عائشہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی ہے؟ گستاخ علماء دیوبند کے بارے میں دارلعلوم کیا کہتا ہے؟ مولانا یوسف لدھیانوی اور مولانا سرفراز خان صفدر اور مولانا امین صفدر اوکاڑوی وغیرہ کے بارے میں دارلعلوم کی رائے کیا ہے؟ یہ لوگ بڑے زور شور سے اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں اور کم علم لوگوں کو گمراہ کہتے ہیں میں نے اکثر ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اسی عقیدہ کے مماتی تھے اور بعد میں غیر مقلد بن گئے امید کرتا ہوں مجھے تفصیلا جواب سے نوازیں گے۔

جواب: مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہل السنہ والجماعہ کا اجماعی عقیدہ جو چودہ صدیوں سے امت میں متوارث ہے، جسے علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے، ترجمانِ دارالعلوم دیوبند وسابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے الفاظ میں ۔ وہ یہ ہے: مسئلہ زیرِ بحث حیات النبی ﷺ میں جہاں تک اپنے بزرگوں کی کتابوں، فتاویٰ، مقالات اور متوارث ذوق کا تعلق ہے، دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے۔ خیر الفتاویٰ:1187 لہٰذا منکر حیات النبی قطع نظر اس کے وہ کسی جماعت سے نسبت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اہل السنہ والجماعہ سے خارج، مبتدع اور اہل ہویٰ میں سے ہے، دیوبندیت سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں، ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ باقی علماء دیوبند کو برا بھلا کہنا۔ یہاں تک کہ کافر بتلانا، انتہائی خطرہ کی بات ہے، ایک عام مسلمان کو کافر سمجھنا یا کافر کہنا باعثِ سلب ایمان ہے چہ جائے کہ ان برگزیدہ ہستیوں اور اولیاء اللہ کے حق میں اس طرح کی گستاخی کا ارتکاب کیا جائے، مذکورہ

صاحب کو اپنے ایمان کی خبر لینی چاہیئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے، اور حقیقت میں مسلک دیوبند کے ترجمان تھے، ان اکابر کی عبارات کو توڑ مروڑ کر اس سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی جیسے امور ثابت کرنا، ان پاکیزہ ہستیوں پر بہتان ہے، الحمد للہ ہمارے بزرگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ادب واحترام میں ان پر الزام تراشی کرنے والوں سے بہت آگے ہیں۔

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 143101200032

دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

آخری گزارش:

ماننے والے کے لئے یہ مواد کافی ہے، اور منکر بے عقل کا کوئی علاج نہیں، ملک اور بیرون ملک کے تقریباً ہر معتبر دار الافتاء کا فتویٰ موجود ہے کہ حیات النبی روح مع الجسد العنصری کا منکر گمراہ ہے، اور اشاعتی حضرات روضہ اطہر میں حیات نہیں مانتے، اور نہ ہی سماع کو مانتے ہیں، اور نہ اس قبر کو قبر کہتے ہیں، اور نہ ہی اس قبر میں کسی حیات کے قائل ہیں، ان تمام الفاظ میں وہ تاویلات کرتے ہیں، اور اہل سنت والا معنی مراد نہیں لیتے، لہذا وہ حیات النبی ﷺ کے قائل نہیں، گمراہ ہیں، انکی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ أعلم وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین۔

محمد افضال

15 اگست، 2024ء

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

پرانے دین کے نام پر سیفیت اور بریلویت سے اپنے آپ کو بچائیں

آج بہت سے لوگ ایک خوشنما عنوان کی آڑ میں بڑے منظم اور خفیہ طریقے سے فتنۂ سیفیت و بریلویت کا پرچار کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ:

"پرانے دین کو پکڑو، ہمیں کراچی اور پاکستان کا اسلام اور حنفیت منظور نہیں۔"

یہاں تین باتیں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا:

پہلی بات:

جس وقت برصغیر اور افغانستان میں بدعات و رسومات عروج پر تھیں، ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے علمائے دیوبند کو پیدا فرمایا۔ انہوں نے ان خرافات سے دین کی تطہیر کی۔ اسی لیے ہمارے دیار میں ہمیں فقہِ حنفی کی وہی تشریح معتبر ہے، جس کی تعبیر و تشریح علمائے دیوبند کر چکے ہیں۔

علمائے دیوبند میں بڑے پائے کے اکابر علماء کرام گزرے ہیں، مثلاً:

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، مولانا محمد الیاسؒ، حکیم الاسلام مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفسر قرآن مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا قاری محمد طیبؒ، مولانا عبد الحق حقانیؒ، مفتی اعظم مفتی محمد فریدؒ، اور ڈاکٹر شیر علی شاہؒ وغیرہ جیسی نابغۂ روزگار شخصیات شامل ہیں۔

اب انصاف سے بتائیے: ان علمائے کرام کی تشریحات قابل اعتماد ہیں یا اہل بدعت کی؟ اور اگر بات کراچی کی کی جائے، تو اہلِ بدعت ذرا آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ لیں، پھر ایسی بات کریں۔ کیا آپ نے کراچی کے علمائے کرام جیسی خدمات انجام دی ہیں، یا صرف دعوے ہی کرتے ہیں؟

کراچی تو مفتی محمد شفیع عثمانیؒ جیسے عظیم مفسر و فقیہ کا شہر رہا ہے۔ کراچی میں تو علامہ محمد یوسف بنوریؒ جیسی علمی شخصیت گزری ہیں۔ کراچی میں تو مولانا حبیب اللہ مختارؒ، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، مفتی نظام الدین شامزئیؒ،

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، اور مفتی زرولی خانؒ جیسے اکابرین گزرے ہیں۔ آخر تم طعنہ کس کو دے رہے ہو؟ کراچی تو آج بھی علم و دانش کا مرکز ہے۔

ذرا سوچئے!

کیا آپ نے آج تک کسی سیفی کی تفسیر یا حدیث کی کوئی شرح دیکھی ہے؟ یقین جانیے، یہ لوگ تصنیف و تالیف کے میدان میں وہابیوں سے بھی زیادہ محروم اور یتیم فرقہ ہیں۔

دوسری بات:

دیوبندی فکر پاکستان سے نہیں بلکہ ہندوستان سے شروع ہو کر اب افریقہ کے صحراؤں، یورپ، امریکہ، اور مشرقِ وسطیٰ تک پھیل چکی ہے۔ کراچی اور "پاکستان" کا طعنہ دے کر درحقیقت یہ لوگ اپنی بدعات کو حنفیت کا نام دے کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔

تیسری بات:

آج کل بعض حضرات اردو کتابوں کو رد کر کے صرف عربی کتب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب صاف الفاظ میں یہی ہے کہ علمائے دیوبند کی تحقیقات انہیں قابلِ قبول نہیں، کیونکہ اکثر دیوبندی علماء کی کتب اردو میں ہیں تاکہ عوام بھی استفادہ کر سکیں۔

میں انتہائی مؤدبانہ انداز میں سیفی حضرات سے مطالبہ کرتا ہوں:

اگر آپ کو واقعی عربی سے اتنی محبت اور لگاؤ ہے تو ذرا یہ بات اپنے عمل سے بھی ثابت کیجیے۔ اپنے اکابر سے لے کر اصاغر تک کسی ایک سیفی عالم کی کوئی ایک مستند عربی کتاب دکھا دیں، جو عرب و عجم میں پڑھی جاتی ہو۔

تم لوگ بھی تو صرف پشتو اور اردو میں ہی لکھتے اور پڑھاتے ہو۔ کل کو غیر مقلدین تمہیں طعنہ دیں گے کہ ہم نے عربی میں کتابیں لکھی ہیں، آپ بھی کوئی نمونہ تو دکھایئے۔ مثلاً:

نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد عالم) نے عربی میں کئی کتابیں لکھیں:

(1) فتح العلام شرح بلوغ المرام (چار جلدیں)

(2) نزل الأبرار

(3) الحطة – تذكره للصحاح الستة

شیخ امین اللہ پشاوری نے "فتاویٰ الدین الخالص" عربی میں لکھی، جو دس جلدوں سے زائد ہو چکی ہے۔ ناصر الدین البانی وغیرہ کی تو تمام تصانیف عربی زبان میں ہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی جیسے دجال نے بھی عربی میں کتابیں لکھیں، مثلاً:

(1)إعجاز المسيح

(2)مواہب الرحمن

(3)حمامة البشر

خدارا! مخالفین کی یہ چیلنج تو پورا کیجیے۔

چوتھی بات:

آئیں دیوبندی علماء کرام کی عربی خدمات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اعلاء السنن (اکیس جلدیں)—مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

العرف الشذی شرح سنن الترمذی—مولانا انور شاہ کشمیریؒ

فیض الباری شرح صحیح البخاری—مولانا انور شاہ کشمیریؒ

بذل المجهود فی حل سنن ابی داود—مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ

نفحة العرب—مولانا اعزاز علیؒ

کنز المتواری شرح بخاری—مولانا زکریا کاندھلویؒ

معارف السنن—مولانا یوسف بنوریؒ

المدونة الجامعة—مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم (فی الحال اس کی 16 جلدیں شائع ہو چکی ہیں)

اسی طرح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی حیات الصحابہ کو عرب دنیا میں بھی پذیرائی حاصل ہے۔ اسی لیے تو ہم دیوبند کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شرائط وضوابط

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاء اللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳: حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵: شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

https://archive.org/details/@tahirguldeobandi15258